شہری

شہری برائے بہتر ماحول

جنوری تا جون ۲۰۲۳ء

شہری

CITIZENS FOR A BETTER ENVIRONMENT

اس میں کوئی شک نہیں کہ
شہریوں کا ایک چھوٹا سا
گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً
دنیا کو بدل سکتا ہے......
مارگریٹ میڈ

کراچی میں ملیر ایکسپریس وے: متنازعہ بیانیہ

تحریر: فاطمہ احتشام اور اشکان فیاض

ایک ایسی دنیا میں جہاں ترقی اکثر طور پر ماحولیاتی تحفظات اور کمیونٹی کی فلاح و بہبود سے جڑی ہوتی ہے، ملیر ایکسپریس وے منصوبہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عوامی مشغولیت سے خالی اور غلط ارادے اور مسخ شدہ ترجیحات کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ یہ منصوبہ کس طرح شہری تبدیلی کے راستے کو تشکیل دے سکتا ہے۔ کراچی کے ہلچل سے بھرے شہر میں، ملیر ایکسپریس وے سیاست، معاشیات اور ماحولیات کے درمیان پیچیدہ تعامل کا ثبوت ہے۔ اس لیے ملیر ایکسپریس وے منصوبے کے سیاسی مضمرات اور اشرافیہ والے شہروں سے اس کے ماحولیاتی اثرات اور پائیدار ترقی کے امکانات تک کے کثیر جہتی پہلوؤں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ یہ مضمون ایک پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (PPP) کی کوشش کے طور پر ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB) کی جانب سے اس کی حالیہ دوبارہ تشخیص کی کوشش کے طور پر اس کے آغاز کی وضاحت کرتا ہے، جو پائیدار فیصلہ سازی سے متعلق بات چیت پر روشنی ڈالتا ہے۔

لہٰذا، کراچی میں ملیر ایکسپریس وے کی تعمیر سے متعلق ترقی کی خواہشات اور ماحولیاتی تحفظ متنازعہ قانونی

لڑائیوں، عوامی تشویش اور پائیدار ترقی کے حصول کا ایک پیچیدہ منظرنامہ پیش کرتا ہے۔

تو، کیا ملیر ایکسپریس وے کی حکمت عملی غلط بیانی کی ایک مثال ہے؟

دانش میگا پروجیکٹ مینجمنٹ اور منصوبہ بندی کے شعبے میں مہارت رکھنے والے ڈنمارک کے تعلیمی ادارے نے خاص طور پر 'منصوبہ بندی کی غلط بیانی' کا تصور متعارف کرایا ہے۔ یہ تصوراتی فریم ورک پروجیکٹ

اندرونی صفحات

موسمیاتی تبدیلیوں کے خاتمے...... P-06
شفافیت، اسٹیلتھ کا فائدہ...... P-07
ادارہ جاتی زمین پر قبضہ...... P-11
موسمیاتی تبدیلی کے خلاف...... P-15
پلاسٹک کی آلودگی...... P-18
گوٹھ علی محمد کی قاتل فیکٹریاں...... P-20
میرا ہنر میرا کام...... P-21

شہری

R-88، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس،
کراچی 75400، پاکستان
ٹیلی فون/فیکس: 46 06 53 34-21-92+
E-mail: info@shehri.org
Url: www.shehri.org

اِدارتی مشاورت: شہری۔سی بی ای ٹیم

اِنتظامی کمیٹی:
چیئر پرسن: سمیر حامد ڈودھی
وائس چیئر پرسن: سلیقہ انور
جنرل سیکریٹری: امبر علی بھائی
خزانچی: عامرہ جاوید
ارکان: دانش آذر زوبی، محمد علی رشید
اور انجینئر پرویز صادق

شہری اسٹاف:
کوآرڈی نیٹر: سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: محمد ریحان اشرف
اکاؤنٹ کنسلٹنٹ: عرفان شاہ
آفس اسسٹنٹ: محمد طاہر
آفس بوائے: خورشید احمد

بانی اراکین:
مسٹر خالد ندوی، بیرسٹر قاضی فائز عیسیٰ،
حمیرا رحمٰن، دانش آذر زوبی، نوید حسین،
بیرسٹر زین شیخ اور قیصر بنگالی

قلمکاروں کے لیے ہدایات:
آپ بھی 'شہری' کے لیے لکھ سکتے ہیں۔ اس ضمن میں معلومات کے لیے 'شہری' کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔ ایڈیٹر/ ادارتی عملے کا اس خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

PRODUCTION:
Saudagar Enterprises
Web: www.saudagar.com.pk
Cell: 0333-2276331

مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن

کے حامیوں کے مالیاتی، افادیت پسندانہ، اور خطرات سے متعلقہ پہلوؤں کے بارے میں ان کے کاموں سے متعلق سنجیدہ تشخیصات کی طرف پیش گوئی کرنے کے تسلسل کو واضح کرتا ہے۔ ملیر ایکسپریس وے کی ترقی کی رفتار واضح طور پر اس 'منصوبہ بندی کی غلط بیانی' کے مظہر کی مثال پیش کرتی ہے۔ ملیر ایکسپریس وے، اس مظہر کی علامت ہے کہ کس طرح ماحولیاتی نتیجہ خیز پہلوؤں اور معاشرتی عدم توازن کی کم بیانی اور نظر اندازی عام آبادی اور فیصلہ ساز اداروں دونوں کو غلط اور تصادم سے متعلق معلومات کی ترسیل کو جنم دے سکتی ہے۔

فلیبرگ کے نظریاتی اصول ایک ایسے تجزیاتی فریم ورک کی ضرورت پر زور دیتے ہیں جو سماجی، ثقافتی اور ماحولیاتی جہتوں کو سمیٹتے ہوئے خالصتاً مالیاتی پیرامیٹرز سے بالاتر ہوں۔ ملیر ایکسپریس وے کے سیاق وسباق کے دائرے کے اندر لاگت سے فائدہ اٹھانے والے تمام جائزے کے لیے نہ صرف مالیاتی فوائد اور گاڑیوں کی بہتری، بلکہ ممکنہ ماحولیاتی انحطاط، مقامی کمیونٹیز کی بیخ کنی، اور اس کے پروپیگنڈہ کی سمجھ بوجھ کی ضرورت ہے۔ منصوبے کے نفاذ کے لیے اندرونی ان کثیر جہتی غور وفکر کا ان کثیر جہتی تحفظات کا اخراج فیصلہ سازی کے نمونے کو مسخ کرتا ہے۔ جس سے یہ واضح طور پر یک طرفہ اور ظاہری طور پر منصوبے کے مجموعی اثرات کے تصور میں متزلزل ہوتا ہے۔

شہری علیحدگی اور بنیادی ڈھانچہ: ملیر ایکسپریس وے کی طبقاتی تقسیم کو ڈی کوڈ کرنا۔ ملیر ایکسپریس وے منصوبہ کراچی کے شہری ترقی کے منظر نامے میں

موجودہ طبقاتی تقسیم کی واضح علامت کے طور پر موجود ہے۔ اس منصوبے کی رفتار اور ارادے نے موجودہ سماجی و اقتصادی تفریق کو واضح کیا ہے جو اکثر طور پر بنیادی ڈھانچے کی کوششوں کے ساتھ ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے اور سب سے اہم بات، پروجیکٹ کی صف بندی اور اس سے منسلک اس طبقاتی تقسیم کی واضح تصویر کشی پیش کرتی ہے۔ جو اصل میں ٹریفک کے بہاؤ اور رابطے کو بہتر بنانے کے لیے تصور کیا گیا، ملیر ایکسپریس وے پروجیکٹ کو بین الاقوامی ہائی وے کے معیار کے مطابق ایک چھ لین والی ہمہ موسمی سڑک فراہم کرنے کے لیے تیار کیا گیا تھا، جو پلوں اور انڈر پاسز کے ساتھ مکمل ہو گی۔ دولت مند طبقوں کو جوڑنے والی سڑک کی رفتار نے اس پر سوال اٹھائے، سماجی تقسیم اور معاشی استحکام سے متعلق بات چیت کو ظاہر کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ پراجیکٹ صرف اشرافیہ سے منسلک طبقے (ڈی ایچ اے، بحریہ ٹاؤن، اور ایجوکیشن سٹی جو ابھی زیرِ تعمیر ہے) کو سہولت کے طور پر ان کو جوڑتا ہے۔ یہ منصوبہ اتفاق سے دریائے ملیر، ملیر کی زراعت اور مجموعی طور پر کراچی کے ماحولیات پر ہونے والی اس ترقی کے اثرات کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ لہٰذا، ایکسپریس وے بنیادی طور پر اشرافیہ کو پورا کرتا ہے۔ جوان گیٹڈ انکلیو کے اندر رہنے والوں اور کراچی کی وسیع آبادی کے درمیان تقسیم کو تقویت دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے مساوی شہری ترقی اور معاشرے کے تمام طبقات کو فائدہ پہنچانے والے بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کی ضرورت پر بحث ہوئی۔ مزید برآں، ٹھوس عوامی مصروفیت کے بغیر پروجیکٹ کا آغاز فیصلہ سازی کی ایک ایسی داستان کو اجاگر کرتا ہے جو پسماندہ طبقے کے مفادات کو پس پشت رکھتا ہے۔ منصوبہ بندی کے مرحلے میں شمولیت کی کمی تقسیم کو مزید گہرا کرتی ہے، کیونکہ گیٹڈ انکلیو کے اندر رہنے والے ترقی کی رفتار پر غیر متناسب اثر ڈالتے ہیں، جس کے نتیجے میں اکثر وسیع تر آبادی کی قیمت پر بنیادی ڈھانچے کے انتخاب ہوتے ہیں جو ان کی ترجیحات کے مطابق ہوتے ہیں۔

پروجیکٹ کے ماحولیاتی اور ماحولیاتی جہتیں اسی طرح شہری ترقی میں مروجہ طبقاتی تفاوت کو روشن کرتی ہیں۔ ماحولیاتی اثرات، مقامی کمیونٹیز، اور نازک ماحولیاتی نظام کو نظر انداز کرنا، امیروں کی سہولت اور خواہشات کو دی جانے والی ترجیح کے طریقے سے واضح ہوتی ہے، ممکنہ طور پر پسماندہ کمزور آبادیوں کو جو اپنی روزی روٹی کے لیے ان ماحولیاتی وسائل پر انحصار کرتی ہیں۔

ملیر ایکسپریس وے کا متنازعہ بیانیہ، جو قانونی لڑائیوں، عوامی تشویش، اور بین الاقوامی اداروں کی طرف سے دوبارہ تشخیص سے نشان زدہ ہے، شہری ترقی میں طاقت کی حرکیات کو واضح کرتا ہے۔

پروجیکٹ کی رفتار ایک ایسے شہری منظرنامے کی عکاسی کرتی ہے جہاں مراعات یافتہ افراد کافی اثر و رسوخ رکھتے ہیں، اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے انفراسٹرکچر کی ترقی کی سمت کو آگے بڑھاتے ہیں جبکہ کم مراعات یافتہ افراد اس کے اثرات سے دوچار رہتے ہیں۔ ملیر ایکسپریس وے کراچی میں شہری ترقی کے تانے بانے میں بنے ہوئے طبقاتی تفاوت کے پیچیدہ جال کی ایک واضح علامت کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ اس بات کی ایک ٹھوس مثال ہے کہ کس طرح بنیادی ڈھانچے کے منصوبے نادانستہ طور پر سماجی طبقوں کے مابین کھائی کو گہرا کر سکتے ہیں، ترقی کے ایک ایسے ماڈل کو برقرار رکھتے ہیں جو مراعات یافتہ طبقے کو پورا کرتا ہے جبکہ پسماندہ افراد کو نتائج کا مقابلہ کرنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ یہ زیادہ جامع اور مساوی شہری منصوبہ بندی کے عمل کی اشد ضرورت پر زور دیتا ہے جو معاشرے کے تمام طبقات کی فلاح و بہبود اور خواہشات کو ترجیح دیتے ہیں۔

سندھ ماحولیاتی تحفظ ٹریبونل کراچی کا فیصلہ[1]

15 اپریل کو سندھ ماحولیاتی تحفظ ٹریبونل کراچی نے ایک اہم فیصلہ کرتے ہوئے ملیر ایکسپریس وے پر تعمیراتی کام کو عوام کے مفاد میں آگے بڑھنے کی اجازت دی۔ تاہم تعمیر منظور شدہ شرائط کے بغیر نہیں تھی۔ ٹریبونل نے تقریبا 30 شرائط کی پاسداری کو لازمی قرار دیا، جس میں شہری سیلاب، شفاف زمین کے حصول اور متاثرہ افراد کی فلاح و بہبود سے متعلق خدشات کو دور کرنا شامل ہے۔ مقامی بمقابلہ سندھ ماحولیاتی تحفظ ایجنسی اور ملیر ایکسپریس وے لمیٹڈ، (2022)۔ سندھ ماحولیاتی تحفظ ٹریبونل کراچی میں مذکورہ فیصلے نے پروجیکٹ کی رفتار میں ایک اہم لمحے کی نشاندہی کی، لیکن اس نے مزید قانونی چیلنجوں کو بھی جنم دیا۔ جبکہ ٹریبونل کی شرائط کا مقصد ماحولیاتی خدشات کو دور کرنا ہے، قانونی تصادم شہری منظر نامے میں پائیدار ترقی کو یقینی بنانے کی پیچیدگیوں کو واضح کرتا ہے۔ ٹریبونل کے فیصلے سے بے خوف، متعلقہ رہائشیوں نے ایک نئے قانونی سفر کا آغاز کیا۔ انہوں نے سندھ ہائی کورٹ (SHC) میں

[1]Residents vs. Sindh Environment Protection Agency and Malir Expressway Limited, (2022). In the Sindh Environmental Protection Tribunal, Karachi.

درخواست دائر کی، جس میں ملیر ایکسپریس وے کو منفی ماحولیاتی منصوبہ قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ رہائشیوں نے دلیل دی کہ پروجیکٹ کی منظوری کے عمل نے ضروری ضابطہ کار اصولوں کو نظر انداز کیا ہے، جس میں ایڈوائزری کمیٹی کے ساتھ مشاورت کی عدم موجودگی بھی شامل ہے جیسا کہ سندھ ماحولیاتی تحفظ ٹریبونل ایکٹ، 2014 کے ذریعے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ احمد شبر اور عبدالقیوم کی قیادت میں رہائشیوں نے، وکیل زبیر ابڑو کی طرف سے نمائندگی کی، انہوں نے دعویٰ کیا کہ ماحولیاتی اثرات کی تشخیص (EIA) کی منظوری مناسب اختیار کے بغیر دی گئی تھی۔ انہوں نے EIA کی سماعت سے پہلے تعمیر کا آغاز اور اس منصوبے کے لیے ذمہ دار فرم میں تبدیلی سے متعلق مبینہ طریقہ کار کی خامیوں کو اجاگر کیا۔

تشویش کی آوازیں: تبدیلی کے لیے ایک کیٹلیسٹ: ایشیائی ترقیاتی بینک کا فیصلہ[2]

ملیر ایکسپریس وے کے ارد گرد کی داستان نے ایک اہم موڑ لیا جب رہائشیوں نے ماحولیاتی اثرات، غیر ارادی طور پر دوبارہ آبادکاری، اور موسمیاتی تبدیلی کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا۔ تشویش کی یہ آوازیں ایشین ڈویلپمنٹ بینک (ADB) کے کانوں تک آفس آف دی سپیشل پروجیکٹ سہولت کار (OSPF) کے ذریعے پہنچیں، جس کے نتیجے میں اس منصوبے کے مضمرات کا مکمل جائزہ لیا گیا۔ کمیونٹی کی شمولیت کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اور اسٹیک ہولڈرز کے خدشات کو دور کرتے ہوئے، OSPF نے شکایت کے مسئلہ کو حل کرنے کے اہل ہونے کا تعین کیا، شکایت کنندگان، صوبہ سندھ کی حکومت، اور ADB پروجیکٹ ٹیم کے درمیان مکالمہ شروع کیا۔ جوابدہی اور شفافیت کا یہ مظاہرہ ذمہ دارانہ ترقی کو فروغ دینے میں بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے کردار کی مثال دیتا ہے۔ چونکہ ملیر ایکسپریس وے کا ذیلی منصوبہ ADB کی مدد سے چلنے والا منصوبہ نہیں رہا، یہ کراچی کی ترقی کی داستان میں ایک اہم لمحے کی نشاندہی کرتا ہے۔ اسٹیک ہولڈرز، این جی اوز، اور بین الاقوامی اداروں جیسے کہ ADB کے درمیان مصروفیت تحفظات کا اظہار کرنے اور پائیدار، آب و ہوا سے مزاحم منصوبوں کی وکالت کرنے کی اہمیت کو واضح کرتی ہے جو ماحول اور کمیونٹی دونوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

پیشرفت اور تحفظ میں توازن: ملیر ایکسپریس وے پروجیکٹ کا ماحولیاتی مخمصہ

اکثر ترقی قیمت کی بنیاد پر آتی ہے، اور ملیر ایکسپریس وے کا ماحولیاتی اثر تنازعات کے بغیر نہیں رہا۔ منصوبے کی 38.75 کلومیٹر طویل راہداری کی تعمیر ملیر اور ملحقہ علاقوں میں قدرتی رہائش گاہوں اور مقامی کمیونٹیز کو ہمیشہ متاثر کرتی ہے جو ان ماحولیاتی نظام پر انحصار کرتے ہیں۔ متاثرہ رہائش گاہیں یوریل، گدھ، آئی بیکس، ڈیزرٹ جرڈ، چھوٹے ہندوستانی سیویٹ، ہندوستانی خرگوش، سنہری گیدڑ، جلد کی سرخ دم، چھوٹے ہندوستانی منگوز، مانیٹر چھپکلی، سینڈ بوا، کامن شیلڈک، یوریشین کرلیو، پیلیڈ تک محدود نہیں ہیں۔ سوئفٹ، فارسٹ واگٹیل اور بہت کچھ۔ ان میں سے کچھ نسلیں خصوصی طور پر ملیر، کراچی میں پائی جاتی ہیں۔

اس لیے مقامی کمیونٹیز کے پسماندگی کے ساتھ نایاب جانوروں کی نسلوں کی ممکنہ نقل مکانی اور معدومیت پر تشویش پائی جاتی ہے، جو ترقی اور تحفظ کے درمیان نازک توازن کو اجاگر کرتی ہے۔ ملیر ایکسپریس وے کے ارد گرد تنقید فطری طور پر ترقی کی مخالفت نہیں کرتی۔ بلکہ، یہ ایک زیادہ باضمیر نقطہ نظر کا مطالبہ کرتا ہے۔ پائیدار ترقی ایک ممکنہ حل کے طور پر ابھرتی ہے، بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کی وکالت کرتی ہے جو اقتصادی ترقی کو فروغ دیتے ہوئے ماحولیاتی نقصان کو کم کرتے ہیں۔ ایکسپریس وے کے ڈیزائن میں گرین اسپیسز، جنگلی حیاتیات کوریڈورز اور کمیونٹی کی شمولیت، اس کے اثرات کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے، جو کراچی اور اس سے باہر مستقبل کے منصوبوں کے لیے ایک مثال قائم کر سکتی ہے۔

ماحولیاتی تحفظ اور بحالی کے لیے سندھ حکومت کے فنڈز کو ری ڈائریکٹ کرنا: مساوی ترقی کا راستہ:

ملیر ایکسپریس وے کا منصوبہ جس کا تصور ایک متبادل کوریڈور کے طور پر کیا گیا تھا، تنازعات کا مرکز بن گیا ہے۔ جیسے جیسے تعمیراتی کام تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے، سول سوسائٹی، تعمیراتی فرم M/s ملیر ایکسپریس وے لمیٹڈ اور سندھ کی صوبائی حکومت کے درمیان ایک قانونی کشمکش شروع ہوگئی ہے۔

پاکستان: صوبہ سندھ میں پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ

[2] Pakistan: Supporting Public-Private Partnership Investments in Sindh Province, (2023), Asia development Bank, Project number: 46538-002.

کی سرمایہ کاری میں معاونت، (2023)، ایشیا ڈیولپمنٹ بینک، پروجیکٹ نمبر: 46538-002۔ جنوری تا جون 2023۔

پروجیکٹ کے ماحولیاتی اثرات اور ریگولیٹری معیارات کے ساتھ اس کی صف بندی پر تنازعات کا مرکز۔ ملیر ایکسپریس وے منصوبے کا آغاز صرف شہری منصوبہ بندی کے دائرے میں نہیں تھا۔ اس میں ایک الگ سیاسی بیانیہ بھی تھا۔

ملیر ایکسپریس وے پروجیکٹ کی مثالی پیچیدگیوں کے درمیان، سندھ حکومت کے پاس ماحولیاتی تحفظ اور بحالی کے لیے اپنی مالی مختص رقم کو دوبارہ ترتیب دینے کا ایک اہم موقع ہے۔ حکمتِ عملی سے فنڈز کی منتقلی کے ذریعے، حکومت ماحولیاتی عدم توازن اور سماجی واقتصادی تفاوت کو دور کرتے ہوئے پائیدار ترقی کو فروغ دے سکتی ہے۔ ماحولیاتی نظام کی بحالی، حیاتیاتی تنوع کے تحفظ اور سبز بنیادی ڈھانچے کو فروغ دینے کے لیے وسائل مختص کرنا کمیونٹی کی فلاح و بہبود کو فروغ دیتے ہوئے ماحولیاتی انحطاط کو دور کیا جا سکتا ہے۔ اس نقطہ نظر کو اپنانا مساوی ترقی اور ماحولیاتی ذمہ داری دونوں کے لیے وابستگی کو ظاہر کرتا ہے، اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ شہری ترقی فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہو اور معاشرے کے تمام طبقات کو فائدہ پہنچے۔

اختتام۔ باب کا اختتام: آگے کا راستہ

جیسا کہ کراچی مسلسل ترقی کر رہا ہے، ملیر ایکسپریس وے ایک پیچیدہ داستان کو سمیٹتا ہے جس میں سیاسی محرکات، شہری حرکیات، ماحولیاتی خدشات اور پائیدار ترقی کی خواہشات شامل ہیں۔ یہ منصوبہ ایک یاد دہانی کا کام کرتا ہے کہ ترقی کو مساوات، ماحولیاتی تحفظ، اور تمام شہریوں کی فلاح و بہبود سے الگ نہیں ہونا چاہیے۔ ترقی اور پائیداری کے درمیان تفریق کو سوچ سمجھ کر منصوبہ بندی، تعاون اور ایک متحرک، جامع اور ماحولیاتی طور پر باشعور شہری منظرنامے کی تشکیل کے لیے مشترکہ عزم کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے۔ ملیر ایکسپریس وے منصوبے کی کہانی اے ڈی بی جیسے بین الاقوامی اداروں پر مشتمل مکالمے، شفافیت اور باہمی تعاون کے ساتھ فیصلہ سازی سے متعلق طاقت کا ثبوت عیاں ہوتا ہے۔

موسمیاتی تبدیلیوں کے خاتمے میں کراچی کے پارکس اور سبزہ زاروں کا کردار

سمیر حامد ڈوڈھی

اپنے نیوز لیٹر کے اس ایڈیشن میں، ہم موسمیاتی تبدیلیوں کے خاتمے کے لیے کراچی میں پارکوں اور سبز جگہوں کو بچانے کی انتہائی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ چونکہ ہمارا شہر تیزی سے بدلتی ہوئی آب و ہوا کے چیلنجوں سے نبرد آزما ہے، ان قدرتی علاقوں کا تحفظ موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات کو کم کرنے اور ان کے مطابق ڈھالنے کی ہماری اجتماعی کوششوں کا ایک اہم جزو بن جاتا ہے۔ آیئے اس بات پر غور کریں کہ کیوں پارکوں اور سبز جگہوں کو بچانے کو اولین ایجنڈے کے طور پر ترجیح دی جانی چاہیے:

1۔ **کاربن کا حصول:** پارکس اور سبز جگہیں کاربن ڈوب کے طور پر کام کرتی ہیں، جو کہ فوٹوسینتھیس کے عمل کے ذریعے فضا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ (CO_2) کو جذب کرتی ہیں۔ درخت اور پودے ہوا میں CO_2 اور دیگر نقصان دہ آلودگیوں کو کم کر کے سبز علاقوں کو گرین ہاس گیسوں میں اضافہ کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

2۔ **ہوا کے معیار میں بہتری:** پارکوں اور سبزہ زاروں میں درخت اور پودے آلودگیوں کو جذب کر کے اور آکسیجن چھوڑ کر ہوا کو فلٹر اور پاک کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ وہ نقصان دہ گیسوں کی سطح کو کم کرتے ہیں، جیسے نائٹروجن ڈائی آکسائیڈ (NO_2) اور ذرات کا مادہ (PM)، جس سے ہوا کا معیار بہتر ہوتا ہے اور رہائشیوں کے لیے صحت مند ماحول کو فروغ ملتا ہے۔

3۔ **ہیٹ آئی لینڈ کے اثر میں کمی:** کراچی سمیت شہری علاقے اکثر ہیٹ آئی لینڈ کے اثر کا سامنا کرتے ہیں، جہاں وسیع کنکریٹ اور پودوں کی کمی کی وجہ سے درجہ حرارت ارد گرد کے دیہی علاقوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے۔ پارکس اور سبز جگہیں بخارات کی منتقلی کے ذریعے قدرتی ٹھنڈک فراہم کرتے ہیں، مقامی درجہ حرارت کو کم کرتے ہیں اور شہری گرمی کے اثر کو کم کرتے ہیں۔

4۔ **طوفان کے پانی کا انتظام:** پارکس اور سبز جگہیں بارش کے پانی کو جذب کر کے اور اسے سست کر کے قدرتی طوفان کے پانی کے انتظام کے نظام کے طور پر کام کرتی ہیں۔ وہ پانی کو زمین میں گھسنے، زمینی پانی کے ذخائر کو بھرنے اور نکاسی آب کے نظام پر بوجھ کو کم کر کے سیلاب اور کٹاو کو روکنے میں مدد کرتے ہیں۔

5۔ حیاتیاتی تنوع کا تحفظ: پارکس اور سبز جگہیں متنوع پودوں اور جانوروں کی انواع کے لیے رہائش گاہیں فراہم کرتی ہیں، جو حیاتیاتی تنوع کے تحفظ میں معاون ہیں۔ حیاتیاتی تنوع ماحولیاتی نظام کی لچک کے لیے ضروری ہے اور یہ ماحولیاتی نظام کی اہم خدمات فراہم کرتا ہے، جیسے کہ پولینیشن اور قدرتی کیڑوں پر قابو، جو پائیدار زراعت اور خوراک کی حفاظت کے لیے بہت ضروری ہیں۔

کراچی میں پارکس اور گرین اسپیس کا تحفظ:

1۔ موجودہ پارکوں کی حفاظت: موجودہ پارکوں اور سبزہ زاروں کو تجاوزات، غیر قانونی قبضوں، اور ترقیاتی منصوبوں سے محفوظ رکھنا ضروری ہے جو ان کے وجود کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ ان کے طویل مدتی تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ماحولیاتی قوانین اور ضوابط کا سختی سے نفاذ ضروری ہے۔

2۔ غیر قانونی طور پر مقبوضہ جگہوں پر دوبارہ دعوی کرنا: پارکوں اور سبزہ زاروں پر دوبارہ دعوی کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے جن پر غیر قانونی طور پر قبضہ کیا گیا ہے اور دوسرے مقاصد کے لیے استعمال میں لائے گئے ہیں۔ ان متعلقہ سبز جگہوں کے تحفظ سے نہ صرف ماحولیات کو فائدہ پہنچے گا بلکہ عوام کو تفریحی مواقع بھی فراہم ہوں گے۔

3۔ **گرین انفرااسٹرکچر کو وسعت دینا:** موجودہ پارکوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ کراچی کے اندر نئی سبز جگہیں بنانے اور گرین انفرااسٹرکچر کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اس میں سڑکوں کے ساتھ درخت لگانا، کمیونٹی باغات کا قیام، اور سبز جگہوں کو شہری منصوبہ بندی میں ضم کرنا شامل ہے تاکہ موسمیاتی تبدیلیوں سے شہر کو آلودگی سے بچایا جاسکے۔

4۔ **کمیونٹی کی شرکت:** کمیونٹیز کو شامل کرنا اور پارکوں اور سبز جگہوں کے تئیں ملکیت اور ذمہ داری کے احساس کو فروغ دینا بہت ضروری ہے۔ دیکھ بھال میں کمیونٹی کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کرنا، درخت لگانے کی مہمات، اور آگاہی مہمات ماحولیاتی ذمہ داری کے کلچر کو فروغ دے سکتی ہیں۔

ہمیں ان انمول قدرتی اثاثوں کے تحفظ کو ترجیح دینی چاہیے اور اپنے پیارے کراچی شہر کی حدود میں ان کی حفاظت کرنا اور ان کو بڑھانے کے لیے پرعزم اقدامات کرنے چاہئیں۔ آیئے ایک ساتھ مل کر ایک سرسبز مستقبل کی تشکیل کے لیے اجتماعی کارروائی کیلئے اپنے آپ کو متحد کریں۔

یہ ہمارا فرض اور ذمہ داری ہے کہ: ہم زندگی کے ان نخلستانوں کی پرورش اور حفاظت کریں، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ وہ پھلتے پھولتے ہیں، کیوں کہ ایسا کرنے سے ہم اپنے ہی شہر میں زندگی کے تسلسل کے لیے سانس لیتے ہیں، اس میں جاندار، لچک اور امید پیدا کرتے ہیں۔ آیئے ہم ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کریں، ایک سرسبز اور زیادہ پائیدار کراچی بنانے کے لیے انتھک کوشش کریں، جہاں ایک ایسی پناہ گاہ ہو جو فطرت اور انسانیت ہم آہنگی کے ساتھ ہو۔

غیر شفافیت، اسٹیلتھ کا فائدہ – گزٹ نوٹس (ایس بی سی اے ریگولیشن: باب - 24 پارکنگ کے تقاضے)

کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز (کے بی اینڈ ٹی پی آر) ۲۰۰۲

شفافیت ہونا کوئی کمزوری نہیں بلکہ اصل طاقت ہے۔ شفافیت کے اصول کا تقاضا ہے کہ عوام کے لیے یا ڈیٹا کے موضوع میں شامل کی جانے والی کوئی بھی معلومات جامع، آسانی سے قابل رسائی اور صاف اور سادہ زبان میں ہو اور اس کے علاوہ جہاں مناسب ہو، تصور کا استعمال کیا جائے۔

حکومت میں شفافیت گورننگ نظریہ ہے جو شہریوں کو حکومت کی دستاویزات اور کارروائیوں تک رسائی کے حق کو برقرار رکھتا ہے تاکہ موثر عوامی نگرانی کی اجازت دی جا سکے۔

اسٹیلتھ کیا ہے: نوٹس سے بچنے کے لیے خاموشی سے کیا کیا جا سکتا ہے، چھپ کر کیا کیا جا سکتا ہے، مثال کے طور پر آپ چھپ کر سالگرہ کی تقریب کا منصوبہ بناتے ہیں تو مہمان کو خوشگوار حیرت ہوتی ہے، نوٹس سے بچنا ایک ہنر ہے۔

اسٹیلتھ کا اطلاق ان سرگرمیوں یا اعمال پر بھی کیا جا سکتا ہے جو احتیاط سے یا خفیہ طور پر انجام دی جاتی ہیں۔ توجہ مبذول کیے بغیر یا شکوک پیدا کیے بغیر۔ اس میں خفیہ مشن مثال طور پر خفیہ کارروائیاں، یا خفیہ سرگرمیاں شامل ہو سکتی ہیں۔

گزٹ نوٹس سرکاری اعلانات یا اشاعتیں ہیں جو حکومت کے ریگولیٹری اداروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ نوٹس عام طور پر سرکاری اشاعت گزٹ میں شائع ہوتے ہیں۔ گزٹ نوٹس میں اہم معلومات شامل ہو سکتی ہیں جیسے موجودہ قوانین یا ضوابط، عوامی نوٹس، اور سرکاری تقرری۔

حکومت عام لوگوں تک بات چیت کرنے کا ایک سرکاری طریقہ ہے۔ گزٹ میں صدر کی طرف سے اعلانات کے ساتھ ساتھ دیگر ریاستی معلومات بھی شامل ہیں جو اس کے محکموں کے ذریعہ کئے گئے ہیں۔

- تاہم سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (SBCA) غیر شفاف ہونے اور ترامیم اور گزٹ کی منظوری کے لیے چپکے سے استعمال کرنے میں بہت ماہر ہو گئی ہے۔ ان کی حوصلہ افزائی ان کے سنبھالنے والوں سے ہوتی ہے، جو ان صفات کی قدر کرتے ہیں، ان کی تعریف کرتے ہیں اور ان کی سرپرستی کرتے ہیں۔
- 1979 میں سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈیننس (SBCO) کے نفاذ سے پہلے، کراچی میں عمارتوں اور ٹاؤن پلاننگ کی سرگرمیوں سے متعلق کام مختلف ایجنسیوں کو مختلف اوقات میں تفویض کیے گئے تھے۔
- لہٰذا سال 1979 میں حکومت۔ سندھ نے سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈیننس 1979 جاری کیا۔ اس کا مقصد "صوبہ سندھ میں عمارتوں کی تعمیر، کنٹرول اور مسمار کرنے اور عمارتوں اور پلاٹوں کو ٹھکانے لگانے کے (ٹاؤن پلاننگ کے ریگولیشن کے لیے ایک آرڈیننس فراہم کرنا تھا)"۔ اس میں کہا گیا ہے کہ "جبکہ منصوبہ بندی کو منظم کرنا ضروری ہے۔ کوالٹی کنسٹرکشن اینڈ بلڈنگز کنٹرول، بلڈرز اور سوسائٹیز کنٹرول، عمارتوں اور پلاٹوں کو فروخت کرنے اور صوبہ سندھ میں خطرناک اور خستہ حال عمارتوں کو مسمار کرنے کے لیے اقدامات کیے جاتے ہیں۔

ایس بی سی او 1979 میں، عمارتی سرگرمیوں کو بھی منظم کرنے کے لیے انتظامات کیے گئے تھے۔

لائسنس یافتہ پیشہ ور افراد کے ذریعے عام لوگوں تک یونٹس کی تخلیق کی وجہ یہ تھی:

1۔ ڈھانچے کے استحکام کو یقینی بنائیں۔
2۔ تعمیراتی سرگرمیوں میں کوالٹی کنٹرول رکھیں۔
3۔ عمارت کو ریگولیٹ کریں اور اپنی منصوبہ بندی کے ضوابط۔
4۔ عام لوگوں کی زیادہ تر حفاظت کریں۔

غیر شفافیت اور اسٹیلتھ کے استعمال کی ہماری سمجھ کے لیے SKO 1974 کے یہ تین حصے اہم ہیں۔

1) سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈیننس 1979 کے سیکشن 4-A، سب سیکشن (2) میں کہا گیا ہے کہ ذیلی سیکشن (1) کے تحت تعینات تمام افسران، مشیر، ماہرین، کنسلٹنٹس، اور ملازمین کو سرکاری ملازم تصور کیا جائے گا۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 21 (ایکٹ XLV of 1860) اور اس طرح کی تادیبی کارروائی کے تابع ہوں گے جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے [وہ اپنی اصل حیثیت بھول گئے ہیں]

2) سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈیننس "1979 کا سیکشن 4-B اتھارٹی پر نگرانی"۔ حکومت ایک کمیٹی مقرر کر سکتی ہے جو کسی اتھارٹی کے کام کاج کی نگرانی کے لیے حکومت کے کنٹرول اور ہدایت کے تابع ہو۔

- یہ کبھی بھی گورننگ حکام کے مفاد میں نہیں رہا ہے۔ جیسا کہ وزیر اعلیٰ، چیف سیکریٹری، سیکریٹری HTP/LG، اور کے ڈی اے، ایس ای سی اے کے افسران کے لیے ایک مضبوط کام کرنے والی نگراں کمیٹی اور آخری لیکن کم از کم نہیں، خود سیاسی جماعتیں، اور ان کے سرپرست بلڈرز وغیرہ۔
- نگراں کمیٹی نہ ہونے سے ڈی او ایس ڈی سی اے اپنے ہینڈلرز کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہے، یہ ہینڈلرز کو ترامیم کر کے نافذ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

3) سیکشن - 21 قواعد بنانے کا اختیار: حکومت اس آرڈیننس کی دفعات کو نافذ کرنے کے مقصد سے قواعد بنا سکتی ہے۔

'سیکشن 21-A ریگولیشنز (1) 'اتھارٹی اس آرڈیننس کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اس آرڈیننس کی دفعات اور اس کے تحت بنائے گئے

قواعد سے مطابقت نہ رکھنے والے ضوابط بنا سکتی ہے۔ اس سیکشن میں 12 ذیلی سیکشنز تھے، اور 2014 میں ایک اضافے نے اسے 13 بنا دیا۔تاریخ: 6مارچ1982۔

(2) خاص طور پر اور پیشگی طاقت کی عمومیت کے ساتھ تعصب کے بغیر، ایسے ضابطے فراہم کر سکتے ہیں:

(الف): اتھارٹی کی طرف سے تعینات افسران، مشیروں، ماہرین، کنسلٹنٹس اور ملازمین کی بھرتی، مدت ملازمت، شرائط وضوابط اور ان کے خلاف تادیبی کارروائی:

(ب): منظوری کا طریقہ، بلڈرز یا ڈویلپرز کو نان آبجیکشن سرٹیفکیٹ کی منظوری اور اس کے لیے فیس کی شرح:

(پ): قبضے کا سرٹیفکیٹ دینے کا طریقہ اور اس کی فیس:

(ت): دستاویزات یا معلومات کی تصدیق کا طریقہ:

(ٹ): عمارت کے منصوبوں کی تیاری، نگرانی اور جمع کرانے کا طریقہ:

(ث): قابلیت، گرانٹ کا طریقہ اور آرکیٹیکٹس، بلڈنگ ڈیزائنرز، معائنہ کرنے والے انجینئرز، معائنہ کرنے والے آرکیٹیکٹس، بلڈنگ سپروائزرز، اسٹرکچرل انجینئرز یا ٹاؤن پلانرز کو لائسنس کے لیے شرائط وضوابط اور فیس اور ان کے کاموں اور معاوضوں کا ضابطہ:

(ج): بلڈرز یا ڈویلپرز کو لائسنس دینے کا طریقہ اور شرائط وضوابط اور اس طرح کے لائسنس کے لیے فیس:

(چ): منتقلی یا فروخت کی منسوخی کا طریقہ کار:

(ح): اس عمارت یا پلاٹ کی تفصیلات جو بلڈر یا ڈویلپر کی طرف سے اس کی فروخت کے لیے اشتہار میں بتانا ضروری ہیں، جیسا کہ معاملہ ہو سکتا ہے:

(خ): کسی بھی دستاویز یا معلومات کی کاپیاں فراہم کرنے کے لیے فیس کی شرح:

(د): جرائم کے مرکب کی شرائط وضوابط:

(ذ): اس آرڈیننس کے تحت قابل ادائیگی سود کی شرح۔

2014 میں، مزید ذیلی دفعہ '(KK) ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز کی تشکیل' [اسے سندھ حکومت کے ذریعے Gaz., Extr., Pt IV P.No.82 مورخہ: کراچی 20مارچ2014]۔

2014 کا اضافہ قانونی اور ریگولیٹری بدعنوانی کی طرف پہلا قدم تھا۔

اس چھوٹی سی ترمیم نے کراچی اور سندھ کے ماحول کو تباہ کیا ہے۔ اس نے بڑے اور چھوٹے بلڈرز کو ریگولیٹری اتھارٹی اور اس میں تعینات سرکاری ملازمین کو مکمل طور پر گرفت میں لینے کی اجازت دی ہے، اعلیٰ سرکاری ملازم سے لے کر ادنیٰ ترین تک نے غیر شفافیت کی اجازت دی ہے۔عوام کی نگرانی۔ ان پٹ کے بغیر کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز (KB&TPR) کو تبدیل کرنے میں چوری اور بدعنوانی عروج پر ہے۔

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (KBCA)

1979 میں سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈیننس 1979 کے سیکشن 4 کے تحت کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی بنائی گئی اور KDA اور KMC دونوں علاقوں کو KBCA کے دائرہ اختیار میں لایا گیا۔

اکتوبر 1991 میں کے بی سی اے کو دوبارہ دو دھڑوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ (KBCA(KDA اور KBCA(KMC)۔ یہ کراچی اور سندھ کا بنیادی ریگولیٹری ادارہ ہے۔

اپریل 1996 میں، (KBCA(KDA اور KBCA(KMC) کو دوبارہ متحد کیا گیا۔ ڈائریکٹر جنرل، کے ڈی اے کو اس کے چیف ایگزیکٹو کے طور پر مطلع کیا گیا۔ کے بی سی اے کا دائرہ اختیار پورے کراچی ڈویژن پر ہے سوائے کنٹونمنٹ کے علاقوں اور سائٹ کے۔

14 فروری 2011 کو سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (SBCA) کا قیام عمل میں آیا اور اس کا دائرہ اختیار پورے سندھ تک بڑھا دیا گیا۔ سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے پانچ ریجنز کراچی، حیدرآباد، میرپور خاص، سکھر اور لاڑکانہ ہیں، جن کا ہیڈ کوارٹر کراچی میں ہے۔

اتھارٹی کا بنیادی جوہر وہی رہتا ہے یعنی عمارت کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ لائسنس یافتہ پیشہ ور افراد کے ذریعے عام لوگوں کو یونٹس کی فروخت کو منظم کرنا۔

سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈیننس 1979 کے سیکشن بی 4 پر عمل کرنے کی اجازت نہ دے کر۔ ایس بی سی اے اپنے ہینڈلرز کے ساتھ کراچی اور اس کے شہریوں کے ساتھ تباہی جاری رکھے ہوئے ہے۔ ایس بی سی اے صرف سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈیننس 1979 کے سیکشن 21,21-A اور سب سیکشن '' (KK) 2 ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز کی تشکیل' کی پیروی کرتا ہے۔

کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز 2002(KB&TPR)

ایس بی سی اے 1979 کے بعد ریگولیشنز آئے جنہیں کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز (KB&TPR) کہا جاتا ہے۔ یہ ضوابط 1961، کی پیروی کرتا ہے۔

کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز 2002(KB&TPR) ایس بی سی اے

1979 کے بعد ریگولیشنز آئے جنہیں کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز (KB&TPR) کہا جاتا ہے۔ یہ ضوابط 1961، 1979 اور 2002 تک واپس چلے جاتے ہیں۔

18 سال کے عرصے میں کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز میں تبدیلیاں کی گئیں۔

(KB&TPR)، پارکنگ کی ضروریات اور ٹاؤن پلاننگ کے دیگر اہم پہلوؤں سے متعلق بغیر کسی عوامی گفتگو اور عوامی اعتراضات کو مدعو کرنے کے لیے۔

’’KB&TPR‘‘ کا باب 24 پارکنگ کے تقاضے

کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز 2002 میں اور 1961 سے پارکنگ کی ضروریات تمام ریگولیشنز میں موجود ہیں۔

2003 میں پارکنگ کی ضرورت ایک لازمی شق تھی جسے ’زمین کے استعمال میں تبدیلی اور ماسٹر پلاننگ بائی لاز 2003‘ کے تحت پبلک نوٹس میں ُپر کیا جانا تھا[اس پالیسی نے کراچی کے ماحول کو اندر سے توڑ دیا ہے]

پبلک نوٹس سے اس اخراج کے بعد، پبلک نوٹس سے

SCHEDULE 3C -PUBLIC NOTICE FOR CHANGE OF LAND USE

Notice relating to Change of Land Use shall conform to the format provided below.

PUBLIC NOTICE

Change of Land Use of Plot No. ____________ Scheme ______ :

Mr. ____________, owner of Plot No. __________has applied to this Office for Change of Land Use of above plot from ____________ to ______ . The City District Government Master Plan and Environmental Control Dept. is examining the proposed conversion and its implications on the amenities and infrastructure. This conversion will result in the following changes to the currently applicable Lease Conditions and Zoning Regulations:

Condition	Current	Converted
Total Floor Area		
No. of Floors/Height of Building		
Compulsory Open Spaces		
Parking Requirements		
Usage of Building		

Anyone having any objections/comments/observations should file the same within 30 days from the date of publication of this notice to the undersigned.
A public Hearing will then be held at the office of the undersigned within 5 days of the expiry of the above mentioned 30 day period or an extension thereof, and all those having filed objections/comments/observations will be invited to present/explain their point of view. Master Plan & Environmental Control Department decision shall be final.

MP&ECD

This was done via public debate under ‘Change of Land use and Master Planning Bye Laws 2003’

92 *THE KARACHI BUILDING & TOWN PLANNING REGULATIONS, 2002*

Schedule – 3C

PUBLIC NOTICE FOR CHANGE OF LAND USE

Notice relating to Change of Land Use shall conform to the format provided below.

PUBLIC NOTICE

Change of Land Use of Plot No. ____________ Scheme ______.

Mr. ____________ , owner of Plot No. _______ has applied to this Office for Change of Land Use of above Plot from ________ to ______. The [1][City District Government Karachi (CDGK)] [2][Master Plan Group of Offices (MPGO)] is examining the proposed conversion and its implications on the amenities and infrastructure. This conversion will result in the following changes to the currently applicable Lease Conditions and Zoning Regulations :

[3]CONDITION	CURRENT	CONVERTED
Total Floor Area		
Deleted		
Deleted		
Deleted		
Usage of Building		

[1]The words "City District of Karachi" Substituted by the Notification No. SO (Land) (ITP / KBCS-3-39-290), dt. 29th October, 2002, the Sindh Govt. Gaz., Extr., Pt. IA, P. No. 32, dt. October 16, 2008.

[2]The words "Master Plan & Environmental Control Department (MP&ECD)" Sub-Stituted, ibid.

[3]Chart substituted by the Karachi Building and Town Planning Regulation (Amendment) 2005, Karachi the 4th August, 2005, the Sindh Govt., Extr., Pt. IA, P. No. 32, dt. September 5, 2008.

However this requirement was quietly done away vide Sindh Govt. Gaz. Extr. Pt. 1A, P.No.32, dt. September 5, 2008

This was the 1st change

پارکنگ کی ضرورت کے اخراج کے بعد کراچی کے تعمیر شدہ ماحول میں سارا معاملہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا ہے جو کہ غیر شفاف طریقے سے کیا گیا تھا۔ پارکنگ کے تقاضوں میں تیزی سے تبدیلیاں جاری ہیں، جس کی وجہ سے پارکنگ کے تمام قوانین دھندلا کر رہ گئے ہیں۔

پارکنگ کے تقاضوں کو جھنجھوڑنے کے لیے دوسرا اضافہ نومبر 26، 2010 میں کیا گیا، جب گزٹ ایکسٹر، Pt.1A، صفحہ نمبر 34، تاریخ: 26 نومبر 2010۔[یہ شق 1961 سے لے کر 2010 تک موجود نہیں تھی]۔

شق 9-24 کو مکمل طور پر بلڈرز اور خاص طور پر مین طارق روڈ (پلاٹ نمبر 172/C) پر بحریہ ٹاؤن ٹاور کی سہولت کے لیے شامل کیا گیا تھا، تاکہ عقبی رہائشی پلاٹ نمبر 173/C کو پارکنگ پلازہ کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی جا سکے۔

’’شق‘‘ 9-24 مندرجہ ذیل طریقے سے پڑھی جا سکتی ہے: ان ضوابط کے مطابق مطلوبہ پارکنگ کے علاوہ کم از کم اضافی پبلک پارکنگ فلورز تجویز کیے جانے کی صورت میں۔ اضافی مجوزہ پارکنگ ایریا کے زیادہ سے زیادہ 60 فیصد تک ایف اے آر کا اضافہ کیا جائے گا۔ کم از کم 1000 مربع فٹ اور اس سے زیادہ کے پلاٹ کا رقبہ رکھنے والے قابل اجازت ایف اے آر میں شامل کیا گیا ہے۔ فراہم کردہ مرکزی پروجیکٹ کو صرف پارکنگ پلازہ قرار دیا گیا۔

(الف): رہائشی پلاٹ کا رقبہ کم از کم 600 مربع فٹ ہونا چاہیے۔

(ب): پروجیکٹ اور آس پاس کے رہائشی پلاٹ کے درمیان موجودہ لین کی کم از کم چوڑائی 24 فٹ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔

(ج): مرکزی منصوبے کے ساتھ پارکنگ پلازہ کو موجودہ لین/سڑک پر پل کے ذریعے منسلک کیا جائے گا اگر کسی کی کم از کم اونچائی 18 فٹ ہو۔ موجودہ لین روڈ سے۔

[الفاظ طارق روڈ پر بحریہ ٹاؤن ٹاور کی ضرورت کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ یہ واقعی ایک پل ہے جو دو پلاٹوں کو اونچائی پر ملاتا ہے، پلاٹ نمبر 172/C اور 173/C، بلاک 2، PECHS، کراچی]۔

(چ): شق 25-1.8 اور ’’رہائشی عمارت کے بلک اسٹینڈرز‘‘ کی دفعات جیسا کہ KB&TPR-2002 کی شق نمبر 2-25 میں مذکور ہے اور اس کے ساتھ متعلقہ دیگر شرائط رہائشی پلاٹ کے آس پاس پر لاگو نہیں ہوں گی۔ پارکنگ پلازہ۔

[اس کی جگہ کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز (ترمیم 2013)، کراچی 19 مارچ 2013 کو سندھ حکومت نے لے لی۔ dt.28 P.No.99، Gaz.,Extr.,Pt.1 مارچ 2013]۔

یہ عقبی رہائشی پلاٹ کو غیر قانونی طور پر اس کی رہائشی حیثیت سے مکمل طور پر مستثنیٰ کرنے کے لیے داخل کیا گیا تھا اور بلڈرز کو اس وقت اور مستقبل میں عقبی پلاٹوں سے مکمل فائدہ اٹھانے کی اجازت دی گئی تھی جو سامنے والے کمرشل پلاٹ سے منسلک ہیں[ٹاؤن پلاننگ اور ماسٹر پلان کے ساتھ کھیلنا اتنا آسان ہے۔ منصوبہ]۔

(ح): پارکنگ کی بنیادی ضرورت KB&TPR-2002 کے مطابق فراہم کی جائے گی۔

(خ): بیٹرمنٹ چارجز ایف اے آر پر وصول کیے جائیں گے جس میں اتھارٹی کی طرف سے وقتاً فوقتاً مقرر کردہ اضافی ایریا بھی شامل ہے، جبکہ -/50 روپے فی مربع، پارکنگ پلازہ کے رقبہ کے 50 فیصد پر بھی فٹ کے حساب سے وصول کیا جائے گا۔

(د): رہائشی پلاٹ پر پارکنگ پلازہ کی منزلوں کی تعداد کو محدود نہیں کیا جائے گا۔ [اونچائی کی لامحدود پابندی کی اجازت دینا جو رہائشی پلاٹوں کے لیے قواعد وغیرہ کے تابع ہے]۔

(ی): پارکنگ میں داخلے کے لیے سڑک کی چوڑائی کم از کم 40 فٹ ہونی چاہیے۔

(ے): اسٹامپ پیپر پر مالک/بلڈر جمع کرائے

جانے والے معاہدے کے ذریعے پارکنگ پلازہ کے احاطے کوکسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا سوائے پارکنگ کے۔

شق 9-24 میں 2019 میں مزید ذیلی دفعہ (ii) کا اضافہ کیا گیا۔

نوٹیفکیشن نمبر کے ذریعے چیف ایگزیکٹو SBCA/2019/03/، کراچی 13 جون، 2019۔

(الف): ''ان ضابطوں کے مطابق مطلوبہ پارکنگ کے علاوہ کم از کم 3 اضافی پبلک پارکنگ فلورز تجویز کیے جانے کی صورت میں صرف کمرشل/عوامی استعمال کی عمارت پر جس کی کم از کم 40 فٹ چوڑی سامنے والی سڑک ہے، زیادہ سے زیادہ ایف اے آر 50 فیصد تک بڑھا دیا گیا ہے۔

اضافی مجوزہ وزیٹر پارکنگ ایریا کا قابل اجازت ایف اے آر میں شامل کیا جائے گا جس میں کم از کم 950 مربع فٹ اور اس سے زیادہ کا پلاٹ ہو۔

40 فٹ کے سامنے والے رہائشی پلاٹ پر بھی اضافی پبلک پارکنگ کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ سائیڈ روڈ کو صرف پارکنگ قرار دیا گیا ہے۔ مرکزی منصوبے کو پلازہ فراہم کیا گیا''۔

اب ایک اور تبدیلی کی گئی ہے جو کہ اسٹیلتھ کے ساتھ غیر شفاف ہے۔ جون 2023 میں، ایک اور ترمیم کی اطلاع دی گئی ہے اور یہ شق (ii) 9-24 نوٹیفکیشن نمبر کے ذریعے۔ چیف ایگزیکٹو/ایس بی سی اے 47 2023، کراچی، 05 جون 2023 کو دوبارہ تبدیل کر دیا گیا ہے۔

نمبر شمار	ریگولیشن نمبر	موجودہ	مجوزہ ترمیم
ا۔	24-9 (ii)	''ان ضوابط کے مطابق مطلوبہ پارکنگ کے علاوہ کم از کم 3 اضافی پبلک پارکنگ فلورز تجویز کیے گئے ہیں صرف کمرشل/عوامی استعمال کی عمارت پر جس میں اضافی مجوزہ سڑک کا کم از کم 40 فٹ چوڑا چہرہ ہے، زیادہ سے زیادہ زائرین تک FAR بڑھایا گیا ہے۔ پارکنگ ایریا کو قابل اجازت ایف اے آر میں شامل کیا جائے گا جس میں کم از کم پلاٹ کا رقبہ 950 مربع یا اس سے زیادہ ہے۔ 40 فٹ کے سامنے والے رہائشی پلاٹ پر بھی اضافی پبلک پارکنگ کی اجازت دی جا سکتی ہے۔''	''ان ضابطوں کے مطابق مطلوبہ پارکنگ کے علاوہ کم از کم 3 اضافی پبلک پارکنگ فلورز کی تجویز صرف کمرشل/عوامی استعمال کی عمارت پر ہے جس میں کم از کم 10 فٹ چوڑی سڑک ہے، زیادہ سے زیادہ 50 فیصد تک FAR بڑھایا گیا ہے۔ اضافی مجوزہ وزیٹر پارکنگ ایریا کو قابل اجازت FAR میں شامل کیا جائے گا جس میں کم از کم 850 مربع فٹ اور اس سے زیادہ کا پلاٹ ہے۔ 40 فٹ کے سامنے والے رہائشی پلاٹ پر بھی اضافی پبلک پارکنگ کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ سائیڈ روڈ کو صرف پارکنگ پلازہ قرار دیا گیا ہے۔ اہم پروجیکٹ فراہم کیا گیا ہے''۔

اس ترمیم کا مفہوم۔ سادہ زبان میں مثال کے طور پر یہ ہے کہ ایف اے آر کا مطلب ہے فلور ایریا ریشو۔ اگر ایف اے آر 5 ہے اور پلاٹ کا رقبہ 10,000 مربع گز ہے تو بلڈر فروخت کے لیے 50,000 مربع گز اور 30 فیصد پارکنگ/سہولیات وغیرہ کے لیے 17,000 مربع گز تعمیر کر سکتا ہے۔ (کُل وہ 67,000 مربع فٹ تعمیر کر سکتا ہے)۔

اگر بلڈر فراخ دل ہے اور مزید سہولیات/پارکنگ کے لیے 3 اضافی منزلیں فراہم کرنا چاہتا ہے تو اس کا ایف اے آر 50 فیصد بڑھایا جا سکتا ہے۔ بلڈر اصل پلاٹ پر پارکنگ فراہم کر سکتا ہے، لیکن اگر وہ عقبی رہائشی پلاٹ خریدتا ہے تو وہ وہاں پارکنگ شفٹ کر سکتا ہے اور صرف کمرشل کے لیے سامنے کی عمارت کا استعمال/فروخت کر سکتا ہے۔

تاہم مستقبل کی خواہشات کو مزید ایڈجسٹ کرنے کے لیے، شق 9-24 کے ذیلی سیکشن (vii) کے مطابق، پارکنگ کے فرش کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

جیسا کہ طارق روڈ، پی ای سی ایچ ایس بلاک 2 پر واقع بحریہ ٹاؤن ٹاور میں، پہلے یہ قانون 950 مربع فٹ یا اس سے اوپر رقبے کے پلاٹ کے لیے تھا۔ اب مجوزہ ترمیم 850 مربع فٹ کے لیے بھی اجازت دیتی ہے کیونکہ موجودہ دو پلاٹ جن کے لیے یہ ترمیم کی گئی ہے وہ چھوٹے پلاٹ ہیں۔ اس تازہ ترین تبدیلی کے لیے سہولت کا ہدف سندھی مسلم کوآپریٹیو سوسائٹی میں چار پلاٹ ہیں۔ پلاٹ نمبر 101 سامنے اور اس کا پچھلا پلاٹ نمبر 87 دونوں پلاٹ ایک گرلز پرائمری اسکول کے اگلے دروازے اور پلاٹ نمبر۔ B-9 شاہراہ فیصل کی طرف اور B-10 پیچھے والا پلاٹ۔

یہ ترمیم مخصوص بلڈرز کے لیے مخصوص فائدہ پہنچانے کے لیے متعارف کرائی گئی ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ پڑوسیوں، رہائشیوں، سہولیات، سڑک استعمال کرنے والوں پر کیا تباہی مچا دے گی۔

اس پر بحث نہیں کی گئی تھی اور یہ ایک بند کمرے میں کیا گیا تھا جس میں لائٹس بند تھیں اور کوئی شفافیت نہیں تھی۔ یہ کب رکے گا۔

آپ کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز KB&T) 2002 PR-2002)SBCA اور اس کے قانونی ہینڈلرز اور بلڈرز کے زیرِ انتظام کرپٹ فری فال میں ہے۔ شفافیت اور مکمل کرپشن نہیں ہے۔ ہر کوئی پیسہ کما رہا ہے۔ ماحول، شہر اور شہری جہنم میں جا سکتے ہیں۔

کے بی اینڈ ٹی پی آر میں بدعنوانی ایک قانونی ادارہ جاتی ہدایت نامہ بن گیا ہے جسے چند پیسوں کی کمی پر تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

ادارہ جاتی زمین پر قبضہ: بحالی اور آبادکاری کی پالیسی 2022

تحریر: حوا فضل

2020 کے دوران کراچی میں 484 ملی میٹر بارش ہوئی جو 90 سالوں میں ریکارڈ کی گئی سب سے زیادہ بارش ہے۔ بارش نے شہر کو چند ہفتوں کے لیے تباہ اور ناکارہ بنا دیا، نالے بھرے ہوئے تھے۔ برساتی نالے جو شہر کے ایک سرے سے برساتی پانی کو سمندر تک لے جاتے تھے، ان کی بندش شہری سیلاب کی بنیادی وجہ بتائی جاتی ہے۔

ہفتوں بعد، صوبائی حکومت نے ورلڈ بینک (WB) سے رابطہ کیا، جس نے بدلے میں سالڈ ویسٹ ایمرجنسی اینڈ ایفیشنسی پروجیکٹ (SWEEP) کے نام سے مشہور ہونے والی کمپنی کے لیے 100 ملین ڈالر دینے پر اتفاق کیا۔

جس کا مقصد شہر میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کو بہتر بنانا تھا اور برساتی پانی کے نالوں سے ملبے کو صاف کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے راستے میں موجود کسی بھی غیر قانونی ڈھانچے کو ہٹانا تھا۔

اسی وقت، سپریم کورٹ آف پاکستان نے 12 اگست 2020 کو نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) کو نالوں کی صفائی میں صوبائی حکومت کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ یوں گجر نالہ اور اورنگی نالہ کے مکینوں کے لیے وحشت اور اذیت کی کہانی کا آغاز ہوا۔

اس کے فوراً بعد، کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن کے سینئر ڈائریکٹر برائے لینڈ (انسداد تجاوزات) نے ایک خط تحریر کیا، جس کا عنوان تھا ''کراچی شہر میں گجر نالہ، اورنگی نالہ اور دیگر نالوں سمیت سندھ میں مقبوضہ پلاٹوں کی لیز کی منسوخی''۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ حکم خود غیر قانونی تھا، لیکن یہ بالآخر تمام لیزوں کو منسوخ کرنے کے لیے استعمال کیا گیا تھا، یہاں تک کہ جو کئی دہائیوں پہلے قائم کیے گئے تھے۔ خط میں نالے کی اصل چوڑائی کو بھی مدنظر نہیں رکھا گیا، اور حکام نے ایسے گھروں کو مسمار کر دیا جو پانی کے بہا میں رکاوٹ نہیں تھے۔

لیٹر جاری ہونے کے نو دنوں کے اندر، وسطی ضلع کے ڈپٹی کمشنر نے ایک نوٹس جاری کیا، جس میں رہائشیوں کو مطلع کیا گیا کہ مسماری اگلے دن صبح 7 بجے شروع ہو جائے گی۔ ان میں سے متعلقہ اہلکاروں کے ساتھ ساتھ 'انسداد تجاوزات آپریشنز' میں شامل دیگر افراد جس چیز کو اُجاگر کرنے میں ناکام رہے وہ یہ تھا کہ جہاں عدالت عظمیٰ نے نالے کو تجاوزات سے پاک کرنے کا حکم دیا تھا، وہیں اس نے صوبائی حکومت کو ان لوگوں کی بحالی کا بھی حکم دیا تھا جو ان کارروائیوں سے متاثر ہوں گے۔

عدالتی حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ 'حکومت سندھ اور این ڈی ایم اے لوگوں کی بحالی کے لیے تمام ضروری مدد اور تعاون فراہم کرے گی، حکومت سندھ تمام ضروری سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنائے گی جو ایک مہذب معاشرے کی بحالی کے لیے ضروری ہیں۔'

متاثرین کی بحالی سے متعلق کوئی پالیسی نہ ہونے کے باعث جن لوگوں نے اپنے قبضے کی زمین لیز پر رکھی ہوئی تھی، انہوں نے ایک بار پھر سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا، جس کے نتیجے میں سپریم کورٹ نے حکومت کو ان کی بحالی کا حکم دیا، لیکن بہت دیر ہو چکی تھی، عالمی بینک نے اس منصوبے کے لیے فنڈنگ معطل کر دی، یہ ایک تنازعہ بظاہر الجھنے سے بچنے کے لیے تھا، جہاں ہزاروں لوگ بے گھر ہو رہے تھے۔

پالیسی پر بات چیت

یہی وہ مقام تھا جب سندھ حکومت نے بحالی کی پالیسی بنانے کے لیے فوری طور پر کمشنر کراچی کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی۔

کمیٹی کا پہلا اجلاس 7 اپریل 2021 کو اس وقت ہوا جب کمشنر نے دو ذیلی کمیٹیاں بنائیں۔ ایک کی سربراہی غیر سرکاری تنظیم شہری۔ سی بی ای کی جنرل سیکریٹری امبر علی بھائی کر رہی تھیں جبکہ دوسرے اجلاس کی سربراہی اس وقت کے کے ایم سی میونسپل کمشنر افضل زیدی کر رہے تھے۔

خط میں نالے کی اصل چوڑائی کو بھی مدنظر نہیں رکھا گیا، اور 2020 کو مہم چلائی گئی۔ زیدی نے کہا ''حکومت نے محسوس کیا کہ ایک پالیسی ہونی چاہیے، انہوں نے مزید کہا کہ جب کسی ترقیاتی

منصوبے کی وجہ سے نقل مکانی ہوئی تھی اس حوالے سے مستقبل میں پالیسی کو ایک روڈ میپ کے طور پر کام کرنے کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔''

دو سال بعد، متعدد مشاورتی اجلاسوں کے بعد پالیسی کے مسودے پر اب بھی بحث جاری ہے۔ دریں اثنا، انسداد تجاوزات کی کارروائیاں زوروں پر ہیں اور محکمے تیاری کر رہے ہیں اور مزید لوگوں کو مزید نوٹس بھیج رہے ہیں جنہیں 'ترقیاتی منصوبوں' کے لیے راستہ بنانے کے لیے ان مکینوں کو بے دخل کرنا پڑے گا۔

جہاں تک دوسری ذیلی کمیٹی کا تعلق ہے، چند مہینوں میں مذکورہ کمیٹی چیئرپرسن سے محروم ہوگئی۔ امبر علی بھائی نے کہا کہ ''میں نے 10 نومبر 2021 کو سب کمیٹی کے چیئرپرسن کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا، کیونکہ کمشنر کا دفتر ہمیں بامعنی انداز میں شامل نہیں کر رہا تھا۔''

ہمارے قوانین میں خرابی

جب ریاست نجی زمین حاصل کرنا چاہتی ہے، تو وہ قدیم لینڈ ایکوزیشن ایکٹ (ایل ایل اے 1894) کی طرف رجوع کرتی ہے، جسے انگریزوں نے تقریباً 119 سال قبل نافذ کیا تھا۔ قانون کا بنیادی مقصد سرکاری مقاصد کے لیے اور نجی کمپنیوں کے لیے ایک معمولی معاوضہ کی فیس ادا کر کے حکومت کی نجی ملکیت کی زمین کے حصول میں سہولت فراہم کی گئی تھی۔

بدقسمتی سے اتنے سال گزرنے کے بعد بھی پاکستان میں قانون کی بالادستی برقرار ہے۔ پالیسی کا مسودہ، جو اس وقت زیرِ گردش ہے، قانون میں موجود خامیوں کو تسلیم کرتا ہے، لیکن ان کو دور کرنے کے لیے بہت کم کام کرتا ہے۔

پالیسی کے مسودے میں کہا گیا ہے کہ ''زمین کے حصول کا ایکٹ 1894 نوآبادیاتی دور کی باقیات ہے، جس میں ہمارے ابھرتے ہوئے سماجی واقتصادی حالات کو پورا کرنے کے لیے بروقت ترمیم کی جانی چاہیے تھی۔''

''لہٰذا، معاوضے کے حوالے سے زمین کے حصول کی موجودہ اسکیم کی خامیوں اور اس سے متعلقہ معاملات کی روشنی میں اس طرح کے اوور لوازمات ضروری ہو جاتے ہیں۔''

امبر علی بھائی نے وضاحت کی کہ قانون نے بنیادی طور پر حکومت کے لیے مولی کے دام کے تحت ادائیگی کے ذریعے کسی بھی زمین پر قبضہ کرنے کے لیے کئی راستے کھولے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ''موجودہ قانون کے تحت، عوامی مقصد کچھ بھی ہوسکتا ہے جیسے کہ کوئی تعلیمی ادارہ، ہاؤسنگ اسکیم، صحت کی دیکھ بھال کی سہولت یا کچی آبادیوں کی منظوری، اس سے متعلق حکومت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی نجی کمپنی کے لیے کوئی بھی زمین بغیر پوچھ گچھ کے حاصل کرسکتی ہے۔''

راوی اربن ڈیولپمنٹ اتھارٹی (آر یو ڈی اے) پروجیکٹ کے لیے زمین کا حصول ایک ایسا ہی معاملہ ہے جہاں قانون کا مبینہ طور پر غلط استعمال کیا گیا تاکہ ترقی کی آڑ میں مقامی کمیونٹی سے کچھ من پسند افراد کو فائدہ پہنچایا جاسکے۔

وکیل عبدالرافع کے مطابق لینڈ ایکوزیشن ایکٹ ''ایل ایل اے 1894''میں عوامی مقصد کی تعریف مبہم ہے، جس کی وجہ سے حکومت پوچھ گچھ کیے بغیر پرائیویٹ شخص کی زمین کسی بھی پرائیویٹ کمپنی کے لیے حاصل کرسکتی ہے۔'' متبادل قانون جس میں تحقیق، قانونی چارہ جوئی اور ایڈووکیسی گروپ جس میں وکلاء اور ماہرین تعلیم شامل ہوں وہ ہونا چاہئے۔

قانون کے وضع کردہ طریقہ کار کے مطابق، حکومت کو زمین پر رہنے والے لوگوں کے اعتراضات سننے اور ان پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ تاہم زیادہ تر معاملات میں ایل اے اے 17 کی شق کا استعمال کیا جاتا ہے، جو حکومت کو مقامی لوگوں کے اعتراضات کو سنے بغیر کسی بھی زمین پر قبضہ کرنے کے قابل بناتا ہے۔

اس وقت سندھ میں زیرِ غور پالیسی ڈرافٹ ایل ایل اے کے اطلاق سے پیدا ہونے والے مسائل میں سے کسی کو حل نہیں کیا گیا، جہاں یہ ممکن ہو کہ متبادل اختیارات سے بچنے، کم سے کم کرنے اور تلاش کرنے کے لیے محض وقتی طور پر حوالہ دیا جاتا ہے۔ یہ عملی طور پر فزیبلٹی تک رسائی کے لیے کوئی معیار، یا طریقہ کار بھی متعارف نہیں کراتا، خاص طور پر جب عوامی مقاصد کے لیے اور ایل ایل اے کی فوری شق کے تحت زمین لینے کا سوال پیش آتا ہے۔

رافع نے مزید کہا کہ ''ایل اے اے 1894 کو منسوخ کرنے کی ضرورت ہے اور جب تک ایسا نہیں ہوتا دوبارہ آبادکاری کی پالیسی کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔''

ابہام اور قانونی احاطہ کی عدم موجودگی

پالیسی کے مسودے کے ساتھ تنازعہ کا ایک اور نکتہ اس کے مبہم الفاظ ہیں۔ ''پالیسی مسودہ متعدد قوانین سے حوالہ لیتی ہے لیکن اس کی وضاحت نہیں کرتی کہ مذکورہ قوانین کے کون سے حصے یا شقوں کو استعمال کیا جائے گا۔ امبر علی بھائی نے کہا، انہوں نے مزید کہا کہ اس ابہام کو بدنیتی کے مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔''

شاید سب سے بڑا تنازعہ یہ ہے کہ پالیسی کا کوئی قانونی احاطہ نہیں کیا گیا ہے، صوبائی حکومت یہ جواز پیش کرتی ہے کہ ''پالیسی کو قانون سازی کے ذریعے واضح قانونی کور کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ دوسرے قوانین میں درج اصولوں کو واضح کرتی ہے...''

ماحولیاتی وکیل ایڈووکیٹ زبیر ابڑو کے مطابق اگر پالیسی میں کوئی قانونی احاطہ نہیں ہے تو آبادکاری اور بحالی لوگوں کا حق نہیں ہوگا۔ اس کا حق بنانا ہوگا ورنہ بے گھر افراد کو حکومت کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے گا۔ زبیر ابڑو نے کہا کہ ''اگر کوئی قانونی احاطہ نہیں ہے، تو ہم اسے رٹ پٹیشن میں چیلنج نہیں کرسکتے کیونکہ یہ صرف ایک پالیسی ہے، اور نفاذ کے لیے کسی

بھی عدالت سے رجوع نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ناقابل نفاذ ہے۔''

تھر کول کی مثال دیتے ہوئے، انہوں نے کہا کہ آبادکاری کی پالیسی کا فریم ورک ہونے کے باوجود، صرف چند متاثرین کو حقداروں سے متعلق سہارا ملا ہے، جب کہ متاثرین کی اکثریت کو چھوڑ دیا گیا ہے۔'' تھر کول بلاک 2 کو 2016 میں تیار کیا گیا تھا لیکن آج تک ہم نے بہت کم معاوضہ ملتے ہوئے دیکھا ہے۔'' تھر کول کے ایک متاثرہ لیلا رام نے کہا کہ معاوضے سے انکار محدود، تاخیر، نامکمل اور دیگر طریقوں سے کیا گیا ہے۔

اگر پالیسی کو قانون میں تبدیل کر دیا گیا تو ایک طریقہ کار بھی واضع ہوگا جس کے تحت ہر سرکاری اہلکار اور محکمے کو ذمہ داری دی جائے گی۔ جو لوگ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتے یا امتیازی سلوک کرتے ہیں ان کا احتساب کیا جا سکتا ہے۔

تاہم سندھ حکومت اس بات کی تردید کرتی ہے کہ اس میں سے کسی کا بھی کوئی غلط ارادہ ہے۔ اس سلسلے میں سیکریٹری محکمہ منصوبہ بندی و ترقی، سندھ حکومت فیصل احمد عقیلی نے کہا کہ ''اگر ہم قانون میں ترامیم کا انتظار کرتے ہیں، تو اس میں وقت لگے گا۔''

انہوں نے مزید کہا کہ ''جو قوانین اس پالیسی سے متعلق ہیں ان میں ترمیم کی جانی چاہیے لیکن ان ترامیم پر غور و خوض اس پالیسی کے زمینی طور پر نفاذ سے ہی ہوگا ... پالیسی پہلا قدم ثابت ہوگی۔''

غیر مساوی سلوک

ماہرین کے مطابق موجودہ پالیسی کا مسودہ بھی متاثرین کے لیے امتیازی ہے۔

اس میں کہا گیا ہے: ''جبکہ پائیدار ترقی کے نقطہ نظر سے دوبارہ آبادکاری ترجیحی نقطہ نظر ہے، حقداروں کی بنیاد پر نقد معاوضہ بھی فراہم کیا جا سکتا ہے، اگر اہل افراد کی طرف سے ترجیح دی جائے اور/یا حکومت کی طرف سے متعلقہ وجوہات کی بنا پر ضرورت ہو (ری سیٹلمنٹ سائٹس اور/یا زمین اور/یا نئی آبادکاری سائٹس تیار کرنے کے لیے وسائل کی عدم دستیابی جو روزی روٹی کے ذرائع سے باآسانی منسلک ہو اور مطلوبہ خدمات فراہم کی جا سکیں)۔ دوبارہ آبادکاری یا نقد معاوضہ فراہم کرنے کا فیصلہ ہر معاملے کی بنیاد پر کیا جا سکتا ہے۔''

ماہرین کا کہنا ہے کہ متاثرہ کو اپنے مطلوبہ معاوضے کا انتخاب کرنے کا حق دینا بہت ضروری ہے، تاہم ماہرین کا کہنا ہے کہ 'ہدایات' کی وضاحت کیے بغیر حکومت کو یہ فیصلہ کرنے کا صوابدیدی اختیار دینا امتیازی سلوک کا باعث بنے گا۔ یہ ان لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہوگی جو کم مطلوبہ علاج حاصل کرتے ہیں۔

''استحقاق کا میٹر نامکمل اور ناقص ہے ... یہ موجودہ منظر نامے کو سیاق و سباق میں لینے میں ناکام ہے۔'' ڈائریکٹر الٹرنیٹو لاکلیکٹیو سید زین الدین نے کہا کہ زمینی مسائل پیچیدہ ہیں۔ پچھلی کئی دہائیوں میں نسلیں ایسی جگہوں پر پیدا ہوئیں اور رہتی ہیں، ان زمینوں کو حکومت حاصل کرنا چاہتی ہے جبکہ لوگوں کے اپنے رسم و رواج، تاریخ، روایات، طرزِ زندگی اور معاش کے طریقے ہیں۔

زین الدین نے مزید کہا کہ سندھ حکومت نے عوام کو مطلوبہ دستاویزات حاصل کرنے میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں دکھائی انہوں نے بیان دیتے ہوئے سوال کیا کہ: ''آج جب وہ زمین میں دلچسپی رکھتے ہیں، تو وہ ان سے قانونی دستاویزات کی بنیاد پر اپنی ملکیت ثابت کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔''

انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ ان کاغذات کی بنیاد پر حکومت ان میں فرق کر رہی ہے کہ متاثرہ کس قسم کے معاوضے کے مستحق ہیں، اسی طرح برابر کی پیمائش میں ٹائٹل ہولڈر اور نان ٹائٹل ہولڈر دونوں اپنی معاشی اور سماجی حیثیت کھو رہے ہیں'' وہ انصاف کیسے کریں گے جب وہ صرف ان میں سے ایک کی بحالی کریں گے؟ کسی بھی بحالی اور آبادکاری کی پالیسی کی قیمت لوگوں کی بحالی ہوتی ہے، یہ پالیسی اسے حاصل کرنے میں ناکام ہو رہی ہے۔''

نسلی رواج اور فرقہ وارانہ جگہیں۔

رافع نے کہا کہ: استحقاق میٹرکسی بھی علاقے کے روایتی طریقوں کو مدنظر نہیں رکھتا۔'' ہر خطہ کی ایک الگ سماجی و اقتصادی حقیقت ہوتی ہے جس میں لوگ صدیوں سے زندگی بسر کر رہے ہیں، ان کے اپنے اصول وضوابط ہیں۔''

مثال کے طور پر، زرعی زمین کے مالکان، جن کے پاس ٹائٹل ہے، انہیں زمین کے بدلے زمین دی جائے گی۔ تاہم یہ بے زمین کسانوں کو شامل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں، جو اکثریت میں ہیں اور سب سے زیادہ متاثر ہوں گے۔

دیہی سندھ میں 'مقاطعہ' کا رواج ہے جس میں وڈیرہ (زمیندار) بے زمین کسان کو موسم یا سال کے لیے زمین دیتا ہے۔ کرایہ دار زمین پر رہتا ہے اور اس پر کاشت کرتا ہے۔ اس کے بعد پیداوار سے حاصل ہونے والے منافع کو زمین کے مالک اور کرایہ دار دونوں آپس میں تقسیم کرتے ہیں۔ رافع نے وضاحت کی کہ میٹرکس بتاتا ہے کہ کرایہ دار کو 'کرایہ داری کی باقی مدت یا تین ماہ کے متناسب قدر کا نقد معاوضہ' دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سراسر ناانصافی ہے کہ ''وہ تین ماہ کے بعد کیا کرے گا؟''

پالیسی ڈرافٹ جس چیز کی تعریف کرنے میں ناکام رہا ہے وہ یہ ہے کہ نقل مکانی سے پہلے کی حیثیت میں نہ صرف ٹھوس نجی اثاثے شامل ہیں، بلکہ اجتماعی وسائل اور ثقافتی زندگی اور معاش کے طریقوں کے پہلو بھی شامل ہیں۔

مسودہ پڑھتے ہیں: ''جہاں نقل مکانی اور/یا سماجی اور اقتصادی اثرات ناگزیر ہیں، وہاں متاثرہ افراد اور کمیونٹیز کو مناسب معاوضہ، آبادکاری اور بحالی میں مدد اور مدد فراہم کرنے کے لیے کم از کم اپنی نقل مکانی

سے پہلے کی سماجی اقتصادی حالت کو برقرار رکھ سکتے ہیں یا ان کی مجموعی فلاح و بہبود کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ ان کے لیے مواقع فراہم کیے گئے۔''

''تھر میں، زمین کا ایک وقف شدہ ٹکڑا تھا جسے 'گان کا چارہ' کہا جاتا تھا، جس پر پوری کمیونٹی کے مویشی چرتے تھے،'' سول سوسائٹی سپورٹ پروگرام (کے سی ای او) نور بجیر نے کہا کہ ''اگر آپ اسے لے جاتے ہیں، تو آپ کمیونٹی کا ایک ضروری وسیلہ چھین رہے ہیں۔''

''اسی طرح، بہت سے دوسرے سماجی وسائل ہیں جن کو لوگوں کی بحالی اور آبادکاری کے وقت ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے ... موجودہ پالیسی ایسا کرنے میں ناکام ہو رہی ہے۔''

جلد بازی برباد کر دیتی ہے

اگرچہ بہت سے لوگ مسودے میں تضادات کی طرف اشارہ کرتے ہیں، معروف آرکیٹیکٹ/ٹاؤن پلانر عارف حسن کا خیال ہے کہ یہ محض دھوکہ دہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ پالیسی اس لیے بنائی جا رہی ہے کہ حکومت ورلڈ بینک سے قرضہ لیتی رہے۔

حسن نے وضاحت کی کہ تمام پالیسیوں کا ایک پس منظر کا کاغذ ہوتا ہے جو بہت مفصل اور تمام صوبوں، اضلاع اور کمیونٹیز سے مشاورت کے بعد بنایا جاتا ہے۔ ان مشاورت کو کرنے اور کمیونٹی کے ساتھ اتفاق رائے تک پہنچنے میں برسوں لگتے ہیں۔

عقیلی کے مطابق یہ بھی ہو چکا ہے کہ سندھ حکومت نے زیادہ سے زیادہ اسٹیک ہولڈرز سے مشورہ کرنے کی تمام کوششیں کی ہیں۔ انہوں نے وضاحت کی کہ پالیسی کا مسودہ تین مختلف سرکاری محکموں کی متعلقہ ویب سائٹس پر اپ لوڈ کر دیا گیا ہے۔

اردو کے ساتھ ساتھ علاقائی زبانوں میں بھی ترجمہ اور تشہیر کی جاتی ہے اور موصول ہونے والی سفارشات کو مرتب کیا جا رہا ہے۔

مزید برآں، عقیلی نے کہا، متعدد مشاورتی اجلاس ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 'سول سوسائٹی اپنی سفارشات کو مضبوط بنانے کے لیے کچھ مشاورتی اجلاس بھی منعقد کر رہی ہے۔'' انہوں نے مزید کہا کہ ایک بار پالیسی نافذ ہو جانے کے بعد مذکورہ خلا کو پر کرنے کے لیے اس میں ہمیشہ ترمیم کی جا سکتی ہے۔

کراچی بچاؤ تحریک (KBT) سے وابستہ ایک وکیل اور کارکن عبیرہ اشفاق سے سوال کیا جو خود کو ''کراچی میں مسماری سے متاثرہ لوگوں اور ان کے اتحادیوں کی ایک ابھرتی ہوئی اور بڑھتی ہوئی تحریک'' کے طور پر ظاہر کرتی ہیں، انہوں نے کہا کہ: ایک بار پھر، ہر کوئی قائل نہیں ہے ''علاقے میں رہنے والی ہر کمیونٹی کے اپنے رسم و رواج، ثقافت اور تاریخ ہے۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھے بغیر، حکومت پالیسی کیسے بنا سکتی ہے؟''

بجیر نے اشفاق سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ: ''پالیسی ماہرین تعلیم کی مشاورت سے بنائی جا رہی ہے ... پالیسی کے حقیقی مستفید ہونے والے اس سے لاعلم ہیں۔'' انہوں نے کہا کہ: ''پالیسی میں تاخیر کی ضرورت ہے، عطیہ دینے والی ایجنسیوں اور بینکوں کی رسمی کارروائیوں کو پورا کرنے میں جلد بازی نہیں کی جا سکتی۔ پالیسی پورے سندھ کے لیے ہے اور ان لوگوں کی بحالی کرے گی جو ہر قسم کی نقل مکانی سے متاثر ہو رہے ہیں، چاہے وہ موسمیاتی تبدیلی ہو، تنازعات ہوں۔ تجاوزات یا ترقیاتی منصوبے ہوں، اس پر مزید غور و فکر کی ضرورت ہے۔''

ایک بار پھر، عقیلی نے اس خیال سے اختلاف کیا۔ انہوں نے کہا کہ 'پالیسی سیلاب متاثرین کے لیے نہیں ہے ...حکومت کے پاس ان کے لیے مختلف منصوبے اور انتظامات ہیں۔ یہ پالیسی کے نفاذ کی مقررہ تاریخ سے پہلے بے گھر ہونے والے متاثرین کی نقل مکانی کے لیے بھی نہیں ہے۔'' عقیلی کے مطابق، مارچ میں پالیسی کو بحث اور منظوری کے لیے کابینہ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ ایسا لگتا ہے کہ ہر طرف الجھن ہے، اور ہم محفوظ طریقے سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ یہ محض زمین پر قبضہ ہے۔

موسمیاتی تبدیلی کے خلاف سول سوسائٹی کی التجا

لوگ 16 جولائی 2023 کو کراچی میں موسمیاتی ناانصافی کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے جمع ہوئے، اور موسمیاتی تبدیلیوں سے نمٹنے کے لیے مناسب کارروائی کا مطالبہ کیا۔ موسمیاتی مارچ فریئر ہال سے شروع ہوا جو گورنر ہاس سے ہوتا ہوا کراچی پریس کلب پر اختتام پذیر ہوا۔

مظاہرین نے حکومت کی جانب سے موسمیاتی بحران کے حوالے سے بدانتظامی پر اسے سخت تنقید کا نشانہ بنایا، جبکہ پلے کارڈز پر صاف ستھرے شہر اور صحت مند مستقبل کی اہمیت جیسے مطالبات تحریر تھے۔ کم کاربن فٹ پرنٹ ہونے کے باوجود، پاکستان موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات کا شکار رہتا ہے، جیسا کہ گزشتہ سال ہونے والے تباہ کن سیلابوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

کارکنوں اور منتظمین نے نشاندہی کی کہ کس طرح مقامی حکام آب و ہوا سے متعلق قدرتی آفات جیسے سیلاب، شدید بارش اور شدید گرمی کو روکنے میں بظاہر ناکام ہیں اور کس طرح ان کے اپنے ترقیاتی منصوبے ماحولیاتی کو نقصان دہ بنا رہے ہیں۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ کس طرح مقامی انتظامیہ پلاسٹک،

سیوریج اور صنعتی فضلہ اور غیر ذمہ دارانہ تعمیرات سے ہونے والی آلودگی انڈس ڈیلٹا اور اس کی کمیونٹیز کو نقصان پہنچا رہی ہے اور اس جدید دور میں تھر کے کوئلے کے قومی جنون پر تنقید کی جہاں دنیا قابل تجدید توانائی کی طرف قدم بڑھا رہی ہے یا اس جیسے ماحول دشمن منصوبوں خاص طور پر ملیر ایکسپریس وے منصوبے کو شروع نہیں کرنا چاہئے تھا، مذکورہ منصوبے کو ترک کرنے کا مطالبہ کیا گیا کیونکہ یہ ماحولیاتی نقصان کا باعث ہے اور اس سے مقامی باشندوں کو فائدہ نہیں پہنچ رہا۔

موسمیاتی کارکن اور موسمیاتی مارچ کے منتظم یاسر حسین عرف دریا نے کہا کہ ''وہ ہمیں موسمیاتی آفات جیسے سیلاب، شدید بارش، شہری سیلاب یا گرمی سے بچانے سے قاصر ہیں۔'' ملیر سے تعلق رکھنے والے ایک شریک سلمان بلوچ نے کیر تھر نیشنل پارک کے دائرے میں بحریہ ٹاؤن، ملیر ایکسپریس وے اور ڈیفنس ہاسنگ سوسائٹی (DHA) کی تعمیر کے منفی ماحولیاتی اثرات کی طرف توجہ دلائی۔

سلمان بلوچ نے ملیر ہائی وے کے نتائج کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم نے ملیر میں بہت سے پرندے دیکھے تھے، وہاں طوطے، کرین اور تتلیاں تھیں، لیکن افسوس کہ لوگوں میں موجود لالچ کی وجہ سے وہ مذکورہ پرندوں کے بغیر زمین کو ہی دیکھ رہے ہیں۔''

انہوں نے دریائے سندھ کے خوفناک حالات پر زور دیا جو ٹھوس آلودگیوں سے متاثر ہوا ہے۔

بلوچ نے کہا کہ ''انڈس ڈیلٹا کو پلاسٹک کے کچرے اور صنعتی فضلے کے ساتھ ملے ہوئے سیوریج، اور غلط

طریقے سے 'دوبارہ دعویٰ شدہ' ساحلی زمینوں پر لاپرواہی سے ترقی کے نام پر تباہ کر دیا گیا ہے۔"

خواجہ سرا کمیونٹی کے کارکن حنا پٹھانی عرف سورکھینا نے کہا کہ صفائی کی کوششوں کے نام پر فطرت کے ساتھ مداخلت نہیں کی جانی چاہیے۔ پٹھانی نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ وہ "پہلے اپنے دل اور دماغ کو صاف کریں۔"

انہوں نے کہا کہ گزشتہ سال خاص طور پر پنجاب اور خیبر پختونخواہ میں آنے والے سیلاب سے خواجہ سرا کی برادری اکھڑ گئی تھی، انہوں نے مزید کہا کہ بے گھر افراد اس وقت کراچی پہنچے، لیکن حکومت نے ابھی تک ان متاثرین کی بحالی کے لیے مدد سے متعلق کوئی پیشکش نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ متاثرین کو کچی بستیوں میں اپنے طور پر پناہ لینے پر مجبور کیا گیا، جہاں مقامی لوگ انہیں قبول نہیں کر رہے۔

موسمیاتی مارچ 2023 کے شرکاء میں خواتین، ٹرانس جینڈر، ماہی گیر اور مقامی لوگوں کی اکثریت تھی۔ پسماندہ طبقات کی موجودگی نے مارچ کے منشور کو تقویت بخشی۔

موسمیاتی تبدیلی پاکستان میں رہنے والی خواتین اور اقلیتوں کے لیے ایک بڑا خطرہ ہے۔ ایک بین الاقوامی تحقیق کے مطابق موسمیاتی تبدیلیوں اور خاص طور پر جنوبی ایشیائی ممالک میں خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات سے متعلق پتہ چلا ہے۔

تحقیق نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سالانہ اوسط درجۂ حرارت

میں ہر ایک ڈگری سینٹی گریڈ اضافے کے ماحول نے خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات میں اوسطاً 4.49 فیصد اضافہ کیا ہے۔

پاکستان ماحولیاتی تبدیلیوں کے لیے سب سے زیادہ خطرناک ممالک میں سے ایک ہے، حالانکہ اس کا کاربن فٹ پرنٹ ترقی پذیر دنیا کے مقابلے میں زیادہ نہیں ہے۔

تباہ کن سیلابوں نے گزشتہ سال پاکستان کے بڑے حصے کو زیرِ آب کر دیا، جس کی وجہ سے موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے نمٹنے اور تیاریوں کو بہتر بنانے پر نئے سرے سے کام کرنے پر زور دیا گیا۔

بیداری بڑھانے اور حکومت سے مزید کارروائی کا مطالبہ کرنے کے علاوہ، اتوار کو ہونے والے مارچ نے سیلاب کی تعمیر نو کی کوششوں پر حکومت سے مزید فعال سرگرمی کا بھی مطالبہ کر دیا۔

پلاسٹک کی آلودگی

سلیقہ انور

فروری 2022 میں اقوام متحدہ کی ماحولیاتی اسمبلی (UNEA-5.2) کے دوبارہ شروع ہونے والے پانچویں اجلاس میں ایک تاریخی قرارداد (قرارداد 5/14) منظور کی گئی تھی جس کا مقصد 2024 کے آخر تک پلاسٹک کی آلودگی پر بین الاقوامی قانون کے طور پر پابندی، بشمول سمندری ماحول میں مذاکرات کو مکمل کرنا تھا۔

پلاسٹک کی آلودگی ایک سنگین عالمی ماحولیاتی مسئلہ ہے جو پائیدار ترقی کے ماحولیاتی، سماجی، اقتصادی اور صحت کے پہلوں پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ آبی ماحول میں داخل ہونے والے پلاسٹک کے کچرے کی مقدار 2016 میں 9 سے 14 ملین ٹن سالانہ سے تقریباً چار گنا بڑھ کر 2040 تک ایک اندازے کے مطابق 23 سے 37 ملین ٹن سالانہ ہو جائے گی۔

ہر سال، 400 ملین ٹن پلاسٹک کا کچرا پیدا ہوتا ہے، جس میں سے 288 ملین ٹن۔ کُل کا 70 فیصد تک میونسپل ٹھوس فضلہ ندیوں سے آتا ہے۔ مزید برآں، زیادہ ترقی یافتہ میٹروپولیٹن علاقوں میں سے زیادہ تر ایسے ہیں جہاں فضلہ پلاسٹک کی آلودگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

پلاسٹک کی آلودگی سے حیاتیاتی تنوع کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ ماحولیاتی نظام، جانوروں اور پودوں کی نسلوں کی انسانیت کو اہم خدمات فراہم کرنے کی صلاحیت کو خطرہ لاحق ہے۔ جہاں سمندری زندگی پر پلاسٹک کی آلودگی کے اثرات اور سمندر کے مندرجہ ذیل اثرات سب سے زیادہ توجہ طلب ہیں، میٹھے پانی اور زمینی ماحولیاتی نظام بھی پلاسٹک کی آلودگی سے متاثر ہوتے ہیں۔ درحقیقت، پلاسٹک کے لائف سائیکل سے متعلق مختلف مراحل کے ماحول میں پلاسٹک اور کیمیائی رساؤ ہوسکتا ہے، اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی آلودگی ہوائی اور سمندری دھاروں کے ذریعے دنیا بھر میں پھیل جاتی ہے۔

گذشتہ کچھ برسوں کے دوران عالمی سطح پر پلاسٹک کی تیاری اور استعمال میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔ چونکہ زیادہ تر پلاسٹک یا تو پھینک دیا جاتا ہے یا پانی میں ختم ہوجاتا ہے، اس لیے سمندری حیات کو سمندروں میں تیزی سے مسائل کا سامنا ہورہا ہے۔ غیر بایوڈیگریڈیبل پلاسٹک جس کی حدود ہوتی ہیں، ان کی وجہ سے مسلسل ہونے والی آلودگی فضلے کی مقدار کی وجہ سے انسانیت کے لیے ایک اہم مسئلہ بن رہا ہے۔

پاکستان میں پلاسٹک کی آلودگی ایک بڑا ماحولیاتی مسئلہ ہے۔ ملک میں ہر سال تقریباً 20 ملین ٹن پلاسٹک کا فضلہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا زیادہ تر حصہ لینڈ فلز یا سمندروں میں پھینک دیا جاتا ہے۔

پلاسٹک کی آلودگی کے اہم ذرائع میں سے ایک کچرے کو ٹھکانے لگانے سے متعلق کام کے نظام کی کمی ہے۔ ملک کے بہت سے علاقوں میں کچرا جمع کرنے کی باقاعدہ خدمات تک رسائی نہیں ہے، جس کی وجہ سے پلاسٹک کا فضلہ کھلے علاقوں، آبی گزرگاہوں اور دیگر قدرتی علاقوں میں پھینکا جاتا ہے۔ جس سے کئی طرح کے مسائل بشمول بیماری کا پھیلنا، پانی کے ذرائع کا آلودہ ہونا، اور جنگلی حیات کی رہائش گاہوں کی تباہی ہوسکتی ہے۔ پلاسٹک کی آلودگی کا ایک اور ذریعہ پلاسٹک کے تھیلوں اور دوسری واحد استعمال کی اشیا کا استعمال ہے۔ یہ اشیاء اکثر صرف ایک استعمال کے بعد ضائع کردی جاتی ہیں، جبکہ انہیں ماحول میں ختم ہونے میں سیکڑوں سال لگ سکتے ہیں۔ اس سے لینڈ فلز اور قدرتی علاقوں میں پلاسٹک کا فضلہ جمع ہوسکتا ہے، جو ماحولیات اور انسانی صحت پر منفی اثرات مرتب کرسکتا ہے۔

پاکستان کو ماحولیات کی تیزی سے بڑھتی ہوئی پلاسٹک آلودگی سے شدید خطرات لاحق ہیں۔ پاکستان میں پلاسٹک کی آلودگی کے مسئلے، پالیسی اور سیاسی پہلوں کا تنقیدی جائزہ لینے درج ذیل تینوں یہ مقالوں پر توجہ مرکوز کرنا پڑے گی۔ مزید برآں، پالیسی تجزیہ فریم ورک کا استعمال کرتے ہوئے پالیسی تجزیہ، پالیسی کا انتخاب، متعدد موثر پالیسی کا جائزہ لیا جائے۔

پاکستان میں پلاسٹک کی آلودگی کے اثرات نمایاں ہیں۔ یہ ماحولیات، معیشت اور انسانی صحت کو متاثر کرتا ہے۔ یہاں کچھ اہم اثرات ہیں۔

The plastics life cycle and its impacts on people and the environment

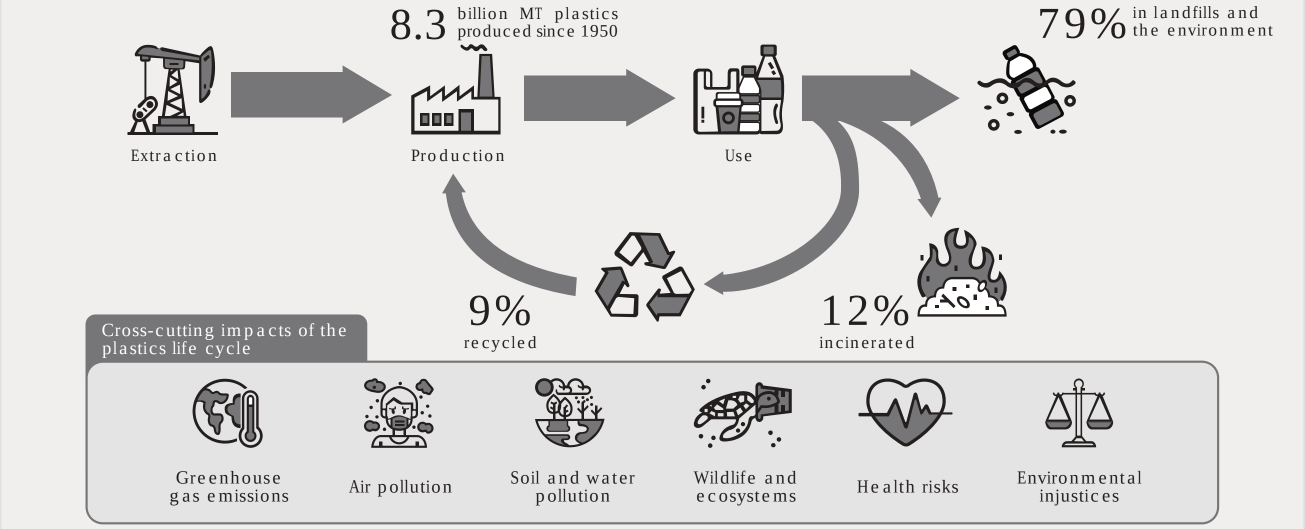

Source: Geyer, Jambeck & Lavender Law. *Production, use, and fate of all plastics ever made. Sciences Advances.* 2017.

1۔ **ماحولیاتی اثرات:** پلاسٹک کی آلودگی مٹی، پانی اور ہوا کو آلودہ کرکے ماحول اور بالخصوص جنگلی حیات کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا ہے، کیونکہ جانور پلاسٹک کو خوراک سمجھ سکتے ہیں یا اس میں الجھ سکتے ہیں۔

2۔ **اقتصادی اثر:** پلاسٹک کی آلودگی معیشت پر منفی اثر ڈال سکتی ہے، کیونکہ یہ زمین اور آبی وسائل کی قدر کو کم کرسکتی ہے۔ یہ فضلہ کے انتظام کے اخراجات میں اضافہ اور سیاحت کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

3۔ **صحت پر اثر:** پلاسٹک کی آلودگی انسانی صحت پر منفی اثر ڈال سکتی ہے، کیونکہ یہ زہریلے کیمیکلز کو ماحول میں چھوڑ سکتا ہے۔ یہ کیمیکل کھانے اور پانی کے ذرائع کو آلودہ کرسکتے ہیں، جس سے صحت کے مسائل جیسے کینسر، پیدائشی نقائص، اور نشوونما میں خرابی پیدا ہوسکتی ہے۔

پلاسٹک کی آلودگی کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے حکومت اور سول سوسائٹی کو باہمی طور پر پلاسٹک کے فضلے کو کم کرنے اور پائیدار اور متبادل نظام کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اس میں ایک بار استعمال ہونے والے پلاسٹک کے استعمال پر پابندی یا پابندی کے لیے پالیسیوں کا نفاذ، ری سائیکلنگ اور ویسٹ مینجمنٹ کو فروغ دینا، اور پلاسٹک آلودگی کے اثرات کے بارے میں عوام میں بیداری پیدا کرنا شامل ہے۔

گوٹھ علی محمد کی قاتل فیکٹریاں

''کتریوں اور گلیوں، محلوں کے نام جن کی ناپاک خشاک سے چاندراتوں کو آآ کے کرتا ہے اکثر وضو۔'' فیض احمد فیض

نعیم صادق

کراچی کے ضلع کیماڑی میں مرکزی حب ریور روڈ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر واقع ایک چھوٹا سا گاں گوٹھ علی محمد کی دھول بھری تنگ گلیوں میں اب چاند 'وضو ' نہیں کرتا ہے۔ موت کے لالچی بیایمان سوداگروں کے زبردستی اور غیر قانونی طور پر قابض گوٹھ علی محمد اب ایک بڑی کھلی دیگ بن چکی ہے، جو زہریلا دھواں اور جان لیوا ذرات کا اخراج کرتی ہے۔ آتش گیر تیل، کاسٹک کیمیکلز اور مضر صحت مواد سے لدی 40-30 غیر قانونی فیکٹریاں ہر دوسرے گھر، خالی زمین اور گوٹھ علی محمد کی ہر گلی، کونے اور کونے کے ساتھ لگ چکی ہیں۔ ناکارہ پلاسٹک سے لدے ٹرک، کیمیکل سے بھرے ٹینکر اور ضائع شدہ انجن آئل سے بھرے سینکڑوں ڈرم ہر روز اپنا غیر اخلاقی، غیر قانونی اور جان لیوا کاروبار کرنے آتے ہیں۔ انہوں نے گوٹھ کی پہلے سے ہی تنگ گلیوں کو بند کر دیا ہے جس سے رہائشیوں اور گاڑیوں کا آنا جانا ناممکن ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ زہریلی گیسوں سے مرنے والے 19 افراد میں سے ایک نابالغ کے جنازے کے جلوس کو بھی تدفین کیلئے آگے بڑھنے سے قبل کئی گھنٹوں انتظار کرنا پڑا۔

2012 کی بلدیہ فیکٹری 260 اموات، 2021 میں مہران ٹاؤن کورنگی میں 16 ہلاکتیں اور آگ، جنوری 2023 کے دوران گوٹھ علی محمد میں ہونے والے واقعے میں 19 اموات، تینوں بڑی آفات اس لیے پیش آئیں کہ:

(الف): فیکٹریاں غیر قانونی طور پر چل رہی تھیں۔

(ب): وہ محکمہ لیبر کے ساتھ منظور یا رجسٹرڈ نہیں ہوئے تھے۔

(پ): انہیں بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی نے منظور نہیں کیا تھا۔

(ت): لیبر انسپکٹر نے ان سے کبھی ملاقات نہیں کی تھی۔

(ٹ): وہ کبھی رجسٹرڈ نہیں ہوئے اور نہ ہی محکمہ تحفظ ماحول سندھ نے ان کا دورہ کیا تھا۔

(ث): سول ڈیفنس یا فائر بریگیڈ ڈیپارٹمنٹ نے کبھی ان کا دورہ نہیں کیا تھا۔

(ج): وہ کبھی بھی اِی او بی آئی یا سیسی کے ساتھ رجسٹرڈ نہیں ہوئے تھے۔

(چ): ان کے پاس صحت اور حفاظت کا کوئی نظام نہیں تھا۔

(ح) ان آفات میں سے کسی ایک شخص کو غفلت، کمیشن، بدعنوانی یا ملوث ہونے کی سزا نہیں دی گئی، اور

(خ): تینوں صنعتی آفات میں سے کسی بعد کسی نے بھی کوئی سبق نہیں سیکھا اور نہ ہی کوئی اصلاحات نافذ کی گئیں۔

تقریباً 200 مکانات پر مشتمل ایک پرسکون رہائشی مضافاتی علاقہ گوٹھ علی محمد میں 30 سے 40 غیر قانونی کارخانے موجود ہیں جو کہ ماحولیات کے لیے تباہ کن اور انسانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہیں۔ ان میں سے بہت سے عارضی سیٹ اپ استعمال شدہ انجن آئل (یو اِی او) کو ابالنے اور ہلانے کے خام طریقوں سے چکنائی پیدا کرتے ہیں اور زیادہ درجہ حرارت پر کھلی دیگچی میں گاڑھا کرتے ہیں۔ UEOs ایک بہت خطرناک آلودگی پھیلانے والی مصنوعات ہیں۔ ان میں پولی نیوکلیئر ارومیٹک ہائیڈرو کاربن (PAH) اور بھاری دھاتوں کی اعلی سطح ہوتی ہے، جو سرطان پیدا کرنے کے لیے مشہور ہیں۔ ماحولیات کا انحطاط UEO کو ٹھکانے لگانے، جلانے، زمین کو بھرنے، حادثاتی طور پر گرنے، اور سطح یا زمینی پانی میں گرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ انحطاط انسانوں اور دیگر جانداروں کے لیے خطرہ ہے۔

بہت سی دوسری فیکٹریاں فضلہ پلاسٹک کو زیادہ درجہ حرارت پر پگھلا کر ری سائیکل کرنے میں مصروف ہیں۔ ضائع شدہ پلاسٹک کو جلانے سے زہریلی گیسیں جیسے ڈائی آکسینز، فران، مرکری، نائٹروجن آکسائیڈز اور غیر مستحکم نامیاتی کیمیکلز (VOCs) فضا میں خارج ہوتی ہیں اور یہ انسانی اور جانوروں کی صحت کے لیے سنگین خطرہ ہیں۔ Phthalates کیمیکل وہ ہے جو پلاسٹک کو ان کی مطلوبہ خصوصیات دیتے ہیں، endocrine disruptors ہیں، جو کہ صحت کے مسائل کی کثرت سے منسلک ہیں، نوزائیدہ بچوں پر اثرات سے لے کر الرجی، دانے اور دمہ تک امراض پیدا کرتے ہیں۔

ہم حکومتی اداروں کے ایک ایسے نظام میں پھنسے ہوئے ہیں جو نہ صرف نااہل، غیر پیشہ ورانہ، غیر اخلاقی اور قدیم ہیں، بلکہ سیکھنے یا اصلاح کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ آج کے دور میں یہ ناممکن ہے کہ ایک چھوٹے سے گوٹھ میں اتنی زیادہ فیکٹریاں لگیں، زہریلے دھوئیں، زہریلے کیمیکلز اگلنا شروع ہوئیں، سڑکوں کو بند کیا جاتا رہا ہے، مکینوں کو ہلاک کر دیں اور کسی کا دھیان نہ رہے۔ لیبر، ماحولیات، بلڈنگ کنٹرول اور دیگر تنظیموں کے سربراہان کو 19 معصوم جانوں کے قتل کے لیے جوابدہ ہونا چاہیے۔ گوٹھ کے رہائشی علاقوں میں تمام فیکٹریوں کو بند کر کے ختم کیا جائے۔ تبھی چاند اور فرشتے علی محمد کے غم زدہ گوٹھ کی تنگ گلیوں میں وضو کرنے کے لیے واپس آسکتے ہیں۔

’’میرا ہنر - میرا کام‘‘ کمیونٹی کو بااختیار بنانے کے لیے ایک سماجی ادارہ

(شہری تعاون کا ایک منصوبہ)

مستحکم معیشتیں معاشروں کے لیے اختراعی، جامع آمدنی پیدا کرنے کے مواقع فراہم کرتی ہیں جو ایک منصفانہ اور صحت مند معاشرے کی تعمیر میں مدد کر سکتی ہیں۔ منافع بخش روزگار کے مواقع پیدا کرنا یا انٹرپرینیورشپ کو سہولت فراہم کرنے کے قابل بنانا نہ صرف حکومتی کام ہے، نجی شہری اور تنظیمیں بھی اختراع اور انٹرپرائز کے ذریعے مواقع پیدا کر سکتی ہیں۔

’’میرا ہنر۔میرا کام‘‘ صرف ایک ایسی کوشش ہے جس کا مقصد کمیونٹیز کے ساتھ ان کے علم اور ہنر میں اضافہ کرنا، روزگار تک رسائی فراہم کرنا، انٹرپرینیورشپ کو آسان بنانا، اور سماجی مقاصد کی حمایت کرنا ہے۔ اس کام کو پائیدار ترقی کے ہدف 8 سے گونج ملتی ہے، جس میں پائیدار، جامع اور پائیدار اقتصادی ترقی، مکمل اور پیداواری روزگار اور سب کے لیے مہذب کام کو فروغ دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

جیسا کہ ’’میرا ہنر۔میرا کام‘‘ کی پروجیکٹ مینیجر وجیہہ فاروقی کہتی ہیں کہ بڑھتے ہوئے مالی تناؤ کے موجودہ دور میں، ہم زندگی گزارنے کی لاگت بہت کم ہونے کی توقع نہیں کر سکتے۔ ہماری دسترس میں جو چیز زیادہ ہے وہ یہ ہے کہ اپنی آمدنی میں اضافہ اور روزی روٹی سپورٹ کے اختیارات کو متنوع بنانے کے لیے اختراعات اور صلاحیتیں پیدا کریں۔ ’’میرا ہنر۔ میرا کام‘‘ کا مقصد زیادہ پسماندہ کمیونٹیز کے افراد پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے انہیں سہولت فراہم کرنا ہے۔

Mera Hunar
Mera Kaam

This is Kiran and Her Story

About Kiran

Kiran, a 16-year-old and the youngest of 3 sisters and a brother, lives with her mother, who works as a house-help. Kiran has all her creative energies running and she wants to use them to make people feel special.

Struggles

Kiran had to abruptly discontinue her studies after middle school owing to her father’s demise. She found a passion in the beauty care work. She desperately wanted to enroll in a certification base training course but limited household earnings were not allowing her to follow her passion.

“While I work on my own parlour setup, I want to complete my education.”

Connecting with Mera Hunar, Mera Kaam

When Kiran’s mother first reached out to the Mera Hunar Mera Kaam team, they quickly put Kiran in touch with a salon close to her residence in Orangi and arranged for financial assistance to cover the cost of her training programme and purchase of cosmetics products.

Way forward

Kiran has now enrolled into a beautician course and will be spending the nest 4 months training as a beautician. In order to get more practice, she simultaneously tests out different makeup looks at home and takes mock exams as part of her training program. Kiran wishes to open a small parlour setup at her home and take up clients through her own social circle. With the earnings she makes, Kiran now also hopes to pick up from where she left off in her schooling.

میرا ہنر میرا کام کمیونٹی کو با اختیار بنانے کے لیے درج ذیل ایجنڈا طے کرتا ہے!

(الف): علم اور ہنر کو پروان چڑھانا

ہماری ٹیم، کم مراعات یافتہ، کم آمدنی والے گھرانوں اور کمیونٹیز سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو تربیت دینے کے لیے علم اور ہنر کی ایک متنوع ماحول کے اردگرد علم اور ہنر پر مبنی افراد اور تنظیموں کے ساتھ تعاون کرتی ہے۔ ہمارا مقصد پرکشش آمدنی کے ذریعے بہتر زندگی گزارنے کے لیے لوگوں کو با اختیار بنانا ہے، جو فوائد محسوس کیے جاتے ہیں وہ نہ صرف مالی ہوں گے بلکہ معیاری تعلیم اور صحت کی دیکھ بھال، بہتر رسائی، غیر پیداواری، غیر صحت بخش زندگی کے حصول میں مشغول ہونے کے ذریعے سماجی اور معاشرتی بھی ہوں گے۔

(ب): روزگار تک رسائی اور کاروبار کو وسعت دینا

علم میں اضافہ اور ہنر کی ترقی کمیونٹیوں کو فائدہ مند روزگار تک رسائی یا کاروبار کو وسعت دینے سے متعلق راستے پر چلنے میں مدد دے گی۔ ایک بار پھر، میرا ہنر میرا کام کی ٹیم ایسے افراد اور تنظیموں کے ساتھ تعاون کرے گی جو کاروبار کرنے میں آجر یا سہولت کار کے طور پر کام کرسکتے ہیں۔

Our Knowledge and Skills Set Basket Like This

E-Commerce
Auto Repairs
Appliance Repair
IT Skills
Stitching
Driving
Carpentry
Embroidery

Cooking | Baking
Beautician | Parlor
Plumbing | Electrician
Sporting Skills
Arts & Music

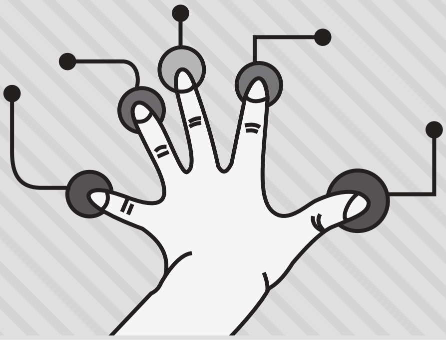

Knowledge and Skills Set Basket goes like this!

This is Mahnoor and Her Story

About Mahnoor

Mahnoor is one of 5 Siblings to a mother who teaches Quran online and a father who drives a rickshaw for a living. While enrolled in her BS in Mathematics from Karachi University, her growing interest was to enter into the I.T based digital age to diversify her options for gainful earning to contribute to meeting her household expenses.

"I want to be the support of my family."

Connecting with Mera Hunar, Mera Kaam

When Mahnoor's parents made contact with team of mera Hunar Mera Kaam, the team provided her access to a learning institute that offered good quality education, where timings and was also accessible to her. Helped by sponsorship, her fees and associated costs were covered.

Struggles

Influenced by Mahnoor's interest, her parents encouraged her to pursue a domain within I.T. She undertook extensive research to determine what appeals to her and attended an IBM webinar on digital marketing and was enthralled with the concept. However, prior understanding of graphics was a need for success in digital marketing; as a result, she made the decision to enroll in a course in graphic design first but financial constraints stood in the way of her achieving her dreams.

Way forward

Mahnoor has now enrolled in a graphics design course after completing which, she will continue her learning by taking more advanced courses in digital marketing. With the encouragement of her parents and financial support and guidance of Mera Hunar, Mera Kaam, Mahnoor now hopes to pursue a career in digital marketing as an IT specialist with a background in graphics design. She also intends to take the CSS or ISSB exam at the same time.

Innovating for a more livable tomorrow

Urban Collaborative

مالی اعانت: جب کاروبار کرنے کی بات آتی ہے تو کاروباری منصوبے کے محتاط اندازے کے بعد مالی مدد فراہم کی جائے گی۔

بعد کے مرحلے میں، میرا ہنر میرا کام کا مقصد ہنر کی ترقی کے لیے اندرون ملک تربیت کو شروع کرنا ہے۔

(ج): سماجی وجوہات کی حمایت کرنا کام کے ایک اور شعبے میں موجودہ سماجی وجوہات کی حمایت کرنا شامل ہے جہاں ہم نے ایک ترتیب دے کر شروعات کی ہے،

بک بینک ۔عطیہ دینے کے خواہشمند لوگوں سے کتابیں جمع کرنا، یا کم بجٹ والے دکانداروں سے خریدنا اور پھر انہیں کم آمدنی والے طبقوں کے لیے چلنے والے اسکولوں میں تقسیم کرنا ہے۔

لہٰذا، اگر آپ مہارت پیدا کرنے میں مدد کر سکتے ہیں،

- ہمارے پروگرام کے لیے/ کاروبار کو شروع کرنے کے لیے مالی مدد فراہم کریں۔
- ہماری تربیت یافتہ کمیونٹیز کو ملازمت دیں۔

جڑیں اور میرا ہنر میرا کام یہ سب کرنے میں مدد کریں!!

رابطہ:
وجیہہ فاروقی
پروجیکٹ منیجر،
میرا ہنر، میرا کام
ای میل: info@urban.org.pk

شہری تعاون کا ایک منصوبہ
(www.urban.org.pk)

شہری۔شہری برائے بہتر ماحول__ایک تعارف

شہری۔سی بی ای (شہری برائے بہتر ماحول) کراچی میں قائم ایک رضا کارانہ تائیدی گروہ ہے جسے حساس اور ہمدرد شہریوں نے 1988ء میں قدرتی ماحول کی تباہی اور اسے دوبارہ تعمیر کرنے کے متعلق اپنے خدشات اجاگر کرنے کے لیے قائم کیا تھا۔

شہری غیر قانونی تعمیرات درجہ بندی کی خلاف ورزیوں اور ان سے متعلق علامات مثلاً گندے پانی کی نکاسی، ناجائز تجاوزات، پارکنگ اور انفرااسٹرکچر، سے نمٹنے پر خصوصی زور دیتا ہے۔ شہری۔ سی بی ای باقاعدہ اداروں اور حکومتی ایجنسیوں کی نگرانی کرتا ہے اور سول سوسائٹی کی ایسا ہی کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

کامیابیاں

سندھ سینئر سٹیزن ویلفیئر بل 2014ء کی منظوری، کلفٹن روڈ کی اعلان کردہ سڑک چوڑی کرنے کی جگہ پر گلاس ٹاور کی غیر قانونی تجاوزات کا انہدام۔

منگھوپیر روڈ پر گٹر باغیچہ کی 680 ایکڑ اراضی کا تحفظ۔ یہ لیاری کے کم آمدنی والے گنجان آباد علاقے کی، جس میں تقریباً دس لاکھ افراد رہائش پذیر ہیں، سب سے بڑی کھلی تفریحی جگہ ہے۔

کراچی کو آپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی یونین میں کڈنی ہل پارک کی 62 ایکڑ اراضی بشمول کے ڈبلیو ایس بی کی اعلان کردہ تنصیبات کی 18 ایکڑ اراضی کا تحفظ۔

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) کی نگران کمیٹی اور ایک عوامی معلوماتی کاؤنٹر کا قیام۔

کراچی اور سندھ میں کراچی ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے 11 اور سندھ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے 15 بس ڈپوؤں کی کمرشلائزیشن اور فروخت کو رکوانا۔ آج کل یہ پلاٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی بین الشہر بسوں کے اڈے اور ٹرانسپورٹ سے متعلق دیگر سرگرمیوں کے لیے استعمال کررہی ہے۔

لائنز ایریا کراچی میں کھیل کے میدان (میکرو) ویب گراؤنڈ کا تحفظ۔

باغ ابنِ قاسم کلفٹن کے رفاہی پلاٹ میں کوسٹالینا اپارٹمنٹ کے ڈھانچے کا انہدام۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی نے اب یہاں ایک پارک بنا دیا ہے۔

لاہور میں ڈونگی گراؤنڈ پارک/کھیل کا میدان کی کمرشلائزیشن کی روک تھام۔

لاہور بچاؤ تحریک کے ایک حصے کے طور پر کینال بینک توسیع منصوبے سے ہونے والے نقصان کی مقدار کو کم کرنا۔

کوئٹہ میں زلزلے کے جھٹکے سے بچاؤ کے تعمیراتی قانون کی دوبارہ توثیق۔

شہری۔ پولیس باہمی عمل میں شراکت، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور پولیس اصلاحات پر پاکستان بھر سے تقریباً 1600 پولیس اہلکاروں کی تربیت۔

گزشتہ سالوں میں مسلّمہ ماحولیاتی خلاف ورزیوں سے متعلق مقدمات میں شہری کی ماہرانہ خدمات کو اعلیٰ عدالتوں نے تسلیم کیا ہے اور اسے (aimicus curiae) 'عدالت کا دوست' کے خطاب سے نوازا ہے۔

اہداف/مقاصد

ایک آگاہ اور باعمل سول سوسائٹی، اچھی حکمرانی، شفافیت اور قانون کی حکمرانی کا قیام۔

سرکاری پالیسیوں کے اثر اور ان پر تحقیق، دستاویزی بنانے اور مکالمہ کرنے کو بڑھاوا دینا۔

ایک مؤثر اور نمائندہ مقامی حکومت کے نظام کو مستحکم کرنا۔

کراچی شہر کے لیے ایک نمائندہ ماسٹر پلان/زوننگ پلان کی تیاری اور ان پر مؤثر عملدرآمد۔

معاشرے میں بنیادی انسانی حقوق کی پابندی۔

شہری کیسے کام کرتا ہے؟

ایک رضاکارانہ انتظامی کمیٹی جسے جنرل باڈی کے ذریعے ایک دو سالہ مدت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے، جو کھلے اور جمہوری اصولوں پر انتظامی امور کی انجام دہی کرتی ہے۔ رکنیت (ممبر شپ) ہر خاص وعام کے لیے کھلی ہیں جو شہری کے اہداف اور اغراض ومقاصد اور یادداشت (میمورنڈم) سے متفق ہیں۔

شہری کے لیے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- قانونی معاملات/امور
- میڈیا اور بیرونی روابط
- دس لاکھ درختوں کی شجرکاری مہم
- ثقافتی ورثہ کا تحفظ اور بحالی
- مالی حصول
- اسلحے سے پاک معاشرہ

شہری کی رکنیت

2023ء کے لیے اپنی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔

"شہری۔سی بی ای" میں شرکت کریں اور بطور اچھے شہری اس شہر کو صاف رکھنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لیے مدد کریں۔

شہری میں شمولیت اختیار کیجیے

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لیے
مبلغ -/5000 روپے کے کراس چیک کے تحت
(سالانہ ممبرشپ فیس)
بنام شہری۔سی بی ای بمع پاسپورٹ سائز فوٹو
پتہ: R-88، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس،
کراچی۔ 75400
ٹیلیفون/فیکس 92-21-3453-0646

نام ____________________

ٹیلی فون (گھر) ____________________

ٹیلی فون (دفتر) ____________________

ایڈریس ____________________

پیشہ ____________________